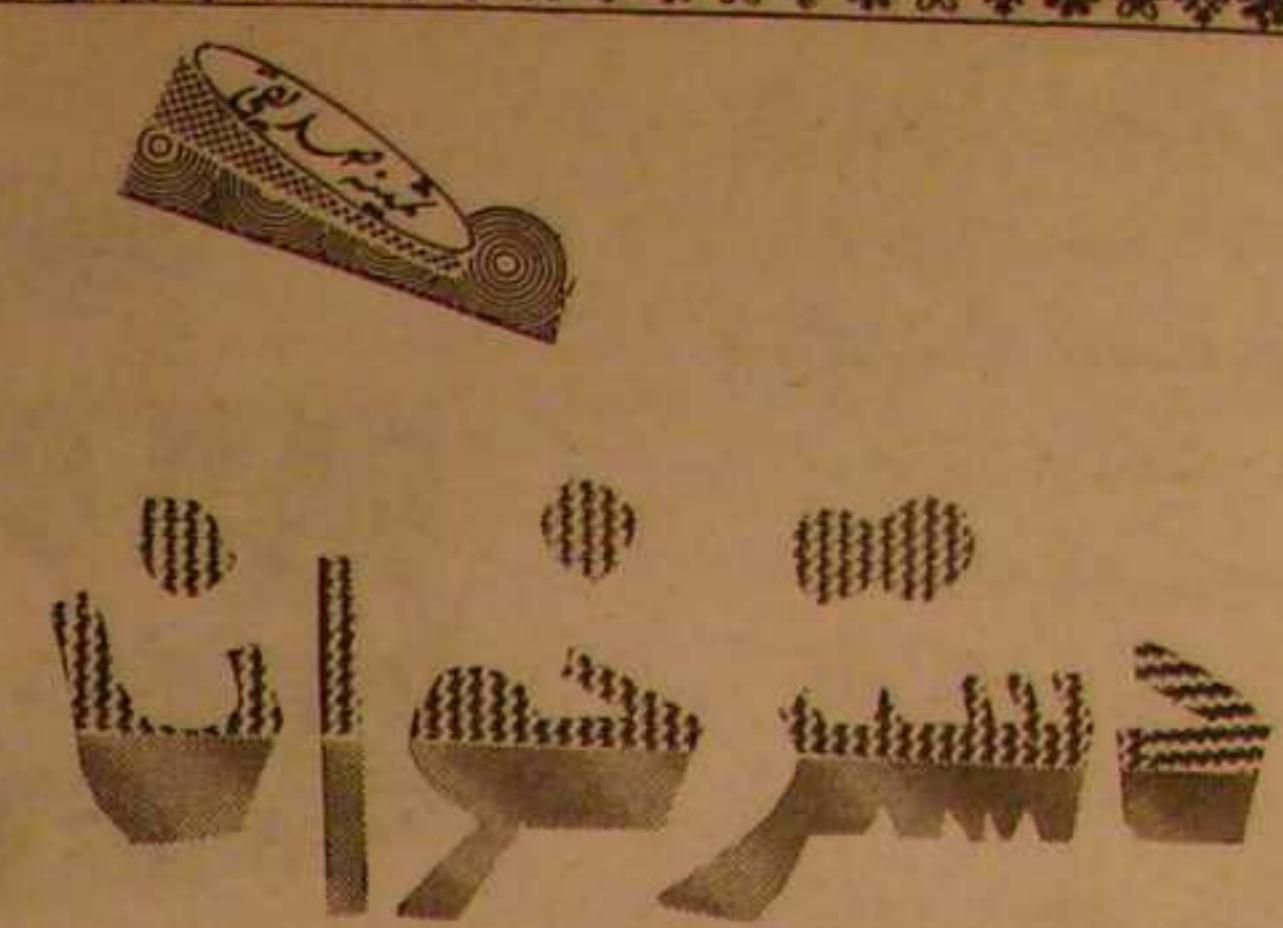


سرخ نبات مرچ دس عدد
 نمک مرنی کے سطابق
 درہا ۲۵۰ گرام
 گھنی ۱۰۰ ۰
 الائچی چھوٹی ۳ عدد
 گرم صاص الحمر (لونگ کالی مرچ زیرہ دار پینی)
 اندازے کے سطابق۔

اور ک ایک نکڑا
 ستر کیب، دیگری میں گھنی ڈال کر الائچی اور
 گرم صاص الحمر ڈال دیں ساتھ ہی گوشت ڈال کر
 بھونیں۔ اور ک لہس پیاز نبات مرچیں کاٹ
 کر ڈال دید پانی اتنا ڈال میں کر گوشت گل
 جل کے پانی خشک ہو جائے تو دوبارہ بھونیں
 شوربے کے لیے تھوڑا ڈال دیں دم کے کو
 آتار میں دھرمی مرچ اور ہر ہزار دھنیا باریک کاٹ
 کر ڈالیں یہ قورمزیدار بھی ہوتا ہے اور
 آسانی سے پکلتا ہے۔

انانچ کی حشائشات

ان گھر انوں کی خواتین جو فہنسے بھر کا غذہ
 اکھاں گوا لیتی ہیں، اکثر نائج کے ڈبوں میں
 گھن، چیونٹیوں کے بھر جانے میں فقلت کرتی
 رہیں اناج کو گھن لگانے سے بچلنے کی بڑی
 آسانی ترکیب ہے، چاول ڈال آئے پینیا
 سب کے کھنڑوں یا ڈبوں میں ایک یادوتیز پاپ
 ڈال دیں، آپ کا اناج کھڑوں اور چیونٹیوں
 سے محض نا رہے گا۔

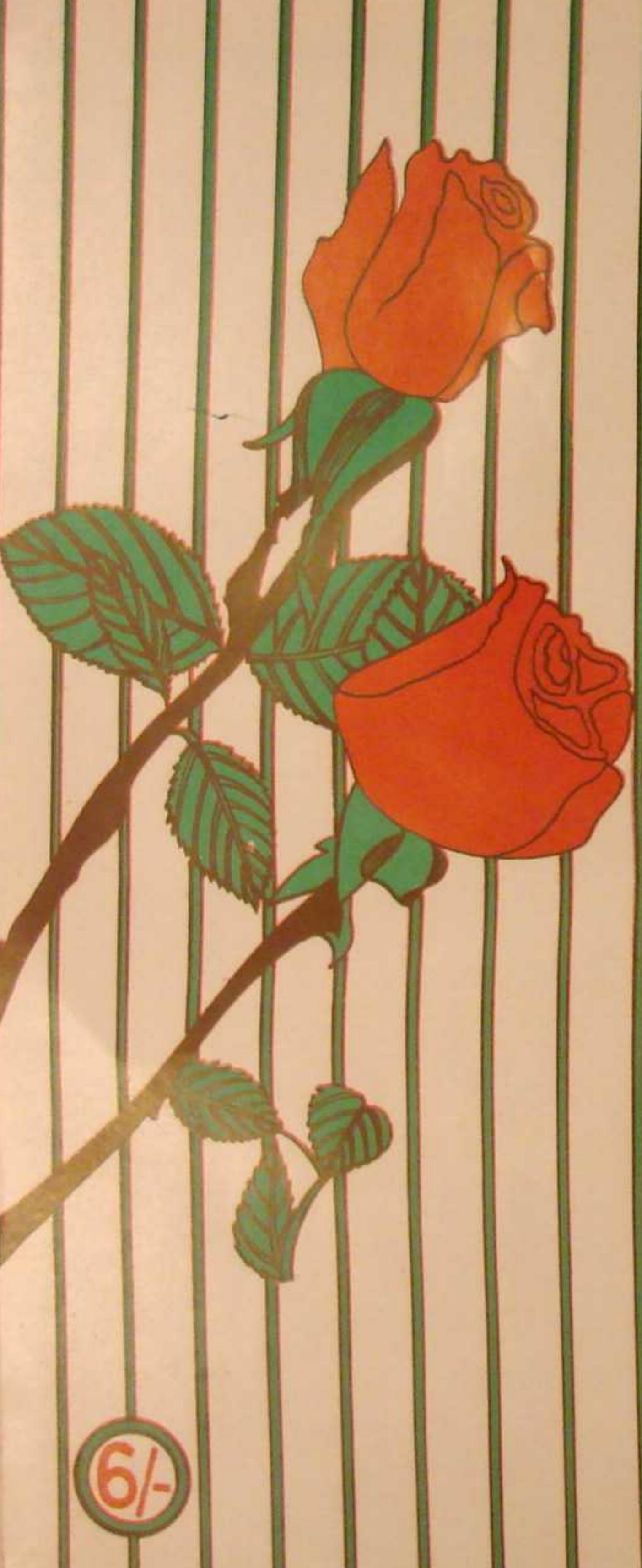


بالائی دالی قورمز

اشیاء
 گوشت کی بویاں ۵۰ گرام
 گھنی ۱۰ ۰
 پیاز ۲۵ ۰
 لہس ایک بوچی
 اورک ایک چھوٹی گانٹھ
 دھنیا سفید زیرہ تھوڑا سا
 لونگ بچھ عذر
 چھوٹی الائچی ۳ ۰
 کالی مرچ ۱۲ ۰
 جاودتی جانفل تھوڑی سی
 لال مرچ نمک کیوڑہ دہی حسب پسند
 بالائی ۱۲۵ گرام
 ستر کیب: پیاز لہن کو الگ الگ میں
 کر کوئیں۔ پیاز کے چھے گھنی میں سنبھری
 کر لیں اور الگ رکھ دیں، اسی گھنی میں پسا
 ہر ہزار اور پیاز کوشت ڈال دیں اور سبھیں
 دھنیا بسا ہوا دوڑتے چھے

کٹھا مصلح کا قورمز

اشیاء
 گوشت کی بویاں ۵۰ گرام
 پیاز ۵ ۰
 لہس ایک چھوٹی بوچی
 دھنیا بسا ہوا دوڑتے چھے



LW/NP 58

RIZWAN

R.N. 2416 /57

172/54 Mohammad Ali Lane Gwynne Road Lucknow-226 018.

Ph. 270406

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چار حصوں میں مشتمل اس کتاب میں بچوں کی آسان زبان میں بیسوں کے حالات لکھے گئے ہیں، صرف قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں، اس کتاب کے بارے میں مفسر قرآن مولانا عبدالمajid دریا آبادی فرماتے ہیں:-

حضرت آدم علی السلام، حضرت نوح علی السلام حضرت بود حضرت صالح علیه السلام ساتھ ساتھ اردو زبان قیمت۔

حضرت ابو حیان اسلام، حضرت ابو علی اسلام، حضرت یوسف علیہ السلام قیمت۔

حکوم: حضرت موسیٰ علی السلام قیمت

حضرت جمّار حضرت ايوب عليه السلام، حضرت شیعیب عليه السلام و حضرت داؤد عليه السلام

حضرت سليمان عليه السلام، حضرت عيسى عليه السلام — قیمت

مکتبہ اسلام

بیواد گان حضرت مولانا خاں مقدس کانی حسنه دمۃ اللہ علیہ

جوہین کا رزمان



Ph. 270406

سالانہ جتنہ

- * برائے ہندوستان: — ۲۰ روپے
- * عیر اعلیٰ ہوانی ڈاک: — ۲۵ روپے
- * فی شمارہ: — ۶ روپے

محمد حمزہ حسنه

- ایڈٹر: — امام حسنه
- معاونین: — امام حسنه پ: میمون حسنه
- احق حسنه ندوی پ: جعفر مسعود حسنه ندوی

نوٹ: ڈاٹ پر RIZWAN MONTHLY، لکھیں پ:

کاہنامہ رضوان، ۱۸۷۵۳۔ محمد علی لین، گوئن روڈ، لکھنؤ

ابدی طبع، پریسٹر، پبلیشر محمد حمزہ حسنه نے مولانا محمد شاہی حسنه فاؤنڈیشن کے لئے نظامی افٹ پریس یونیورسٹی کا فرنٹ فون ان محمد علی لین سے شائع کیا

دارالعلوم ندوہ العلماء کے مہتمم مولانا سید محمد رابع حسني ندوی مدظلہ، کی الہیہ محترمہ کام ۲۳ رمضان المبارک
 ۱۴ھ کو بجعرات کے دن نو^ت بجے صحیح انتقال ہو گیا۔ اتا اللہہ و اتا الیہ راجعون۔ مرحومہ
 تقریباً تا ایک ماہ سے علیل تھیں، کمزوری بہت زیادہ تھی۔ ابتداء میں ان کو رائے بر لی کے ایک نر سنگ
 ہوم میں داخل کیا گیا تھا، لیکن افاقت نہ ہونے کی وجہ سے نیڑا اکٹروں کے مشورہ سے لکھنؤ
 منتقل کر دیا گیا۔ یہاں بھی تین دن تک علاج ہوتا رہا، مختلف معانج آتے رہے جلتے رہے کہ
 اچانک وقت موعود آپنیجا، تیسرا دن اپنے مالک حقیقی سے جا میں، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو
 اعلیٰ علیمین میں جگہ دے اور خصوصی انعام و اکرام کا معاملہ فرمائے (آئین)
 مسلم کو امت بنانے کی محنت کیجئے — حضرت مولانا محمد یوسف صاحب
 امامہ حسني، میمونہ حسني کی والدہ محترمہ تھیں۔ قارئین رضوان سے دعا، مغفرت اور ایصال و ثواب
 کی درخواست ہے۔

اسی خانوادے میں دو سر اڑا حادثہ صفت پانچ دن کے بعد پیش آیا۔ ناظم ندوہ العلماء حضرت
 مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی صاحب مدظلہ کی شیرہ محترمہ اور مولانا رابع صاحب حسني ندوی و مولانا
 واضح صاحب حسني عدوی کی والدہ محترمہ کا ہے۔ ۲۳ رمضان المبارک کی شب میں اپنے مالک حقیقی سے جا میں

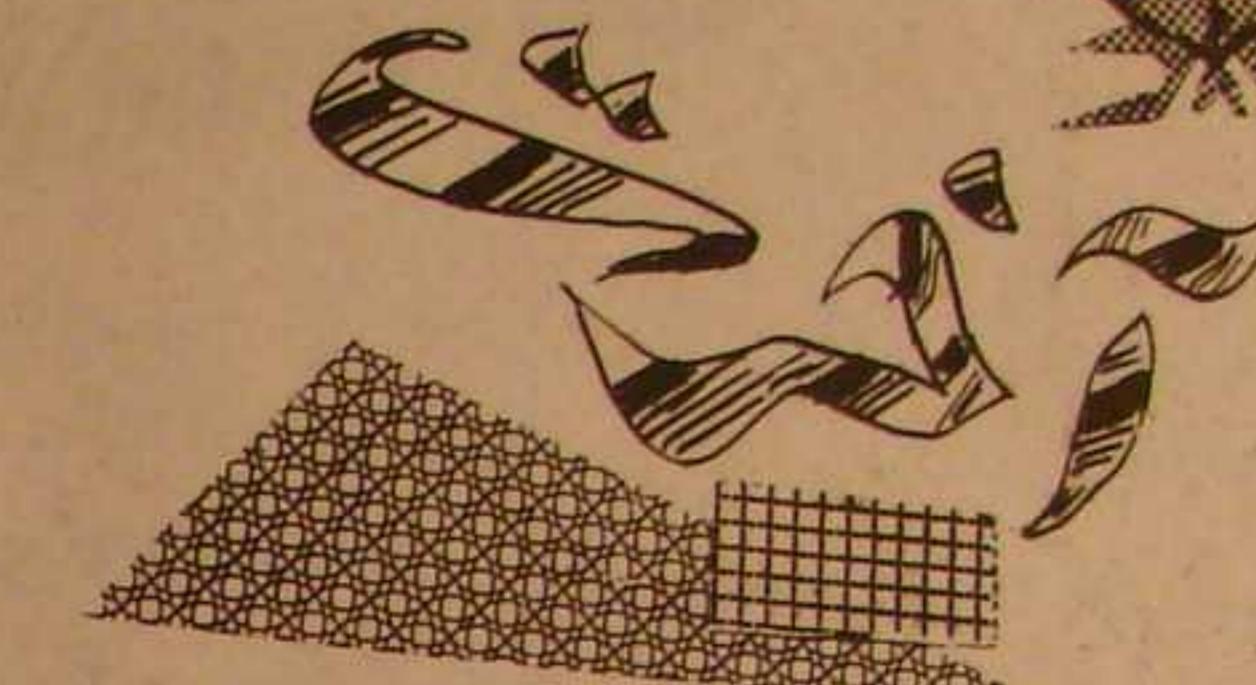
اتا اللہہ و اتا الیہ راجعون
 مرحومہ انتقال سے دو گھنٹے پہلے تک بالکل ہشاش بشاش تھیں گھر والوں سے خوب باقی کر دی تھیں کہ
 اچانک طبیعت خراب ہوئی اور ڈاکٹروں کے آنے سے پہلے ہی ایصال فرمائیں، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس
 عطا فرمائے اور درجات بلند فرمائے (آئین)

ایک ہفتہ کے اندر یہ دو عظیم ساختے بالخصوص حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسني ندوی مدظلہ اور مولانا سید محمد
 رابع صاحب حسني ندوی اور پوتے خاندان والوں کے یہ سنگین حادثہ ہے۔ قارئین رضوان سے
 ایصال و ثواب و دعا، مغفرت کی درخواست ہے۔
 انشاء اللہ آستہ غمارے میں تفصیلی مضمایں شائع یکے جائیں گے۔

- ۱۔ مدیر
 ۲۔ مولانا محمد نظور نعمانی
 ۳۔ کتاب ہفت
 ۴۔ حدیث کی روشنی
 ۵۔ مولانا عبدالحی حسني
 ۶۔ مولانا عبد السلام ندوی
 ۷۔ اسوہ صحابہ
 ۸۔ مسلم کو امت بنانے کی محنت کیجئے
 ۹۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب
 ۱۰۔ حکیم محمد سالم صدقی
 ۱۱۔ خواتین کی علمی خدمات
 ۱۲۔ شیخ منظور اہلبی
 ۱۳۔ بو شعبو کی بحث
 ۱۴۔ میں سکتی ہوں مگر.....
 ۱۵۔ جانوروں کا احساس وقت
 ۱۶۔ محمد طارق ندوی
 ۱۷۔ سوال جواب
 ۱۸۔ شمینہ صدقی
 ۱۹۔ دست خوان



ولانا ممنون



جِئْتُهُمَا الْعَبِيْنَهُ (دَخَانَع٢-٢)
اوہ ہم نے آسانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ کر
ان کے درمیان ہے کعیل تماشے کے طور پر
عبث اور بے مقصد ہمیں بنایا ہے۔

اوہ سورہ تیارہ میں ارشاد ہے:-
أَمْحَسِبُ الْإِنْسَانَ أَنْ تُؤْتِ لَفَسْدَهُ
(قِصَّة٤-٢)

کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی ہم
چھوڑ دیا جائے گا۔ اپنے یکے کی جب زامرا

نہ پائے گا)

کو یوں ہی بے مقصد اور فضول و عبث پیدا
در اصل انسان کی دنیوی زندگی میں اور
یہاں اس کی تخلیق میں معنویت جب ہی ہے
جب کہ جزا اور شرکت کے مذکور کے مذکور کے
کیا معاشری اور آخوندگی میں اللہ تعالیٰ میں

حقیقت کو مانا جائے کہ یہاں کی یہ زندگی
اٹھ عالم کی لعنة آخوندگی اعلیٰ اور ترقی یافتہ
دو امنی زندگی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اگر
کوئے جو اس کی آنحضرت کی تیاری

پس انسان کی یہ دنیوی چند روزہ زندگی

ہی اس کی نشانی اور دلیل ہے کہ اس کے

اللہ تعالیٰ کے با غلط فعل کو فضول و عبث

اوہ مقصود تراویہ یا جائے۔ تعالیٰ اللہ

زندگی بھی ہونا چاہیے جس کی خبر انہیں،

عَنْ ذَلِكَ عَلُوًّا كَبِيرًا

آخوندگی کے ضروری ہونے پر قرآن مجید کی

ایک دوسری دلیل

قرآن پاک نے آخوندگی کے ضروری ہونے

اسی حقیقت کو دوسری جگہ ان الفاظ میں

ارشاد فرمایا گیا ہے:-

دَمَّا خَلَقَتِ النَّمَوْاتِ وَالْأَدْمَنَ وَمَا

قرآن مجید نے اس پورے صفوں کی اپنے
بلیغ معرفت ادا کرنا اور نہایت محترف الفاظ میں
کیا ہو، بلکہ اس نے انسان کو ایک اہم مقصد
کیلئے پیدا کیا ہے اور وہ مقصد یہ ہے
کہ اس طرح ادا کیا ہے:-
أَنْ تَحْسِبُمُ أَنَّمَا خَلَقْتُكُمْ عَبْثًا
ذَلِكُمُ الْإِنْتَلْتَرْجُونَ فَفَعَالٌ
أَمْهُلُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ذَلِكُ
الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (المومنون٤-٤)

کیا تم تھارا جیا ہے کہ ہم نے تم کو یوں کیا
فضول اور عبث پیدا کیا ہے اور اپنی دنیوی
زندگی ختم کرنے کے بعد سماری طرف تھارا
دابسی نہیں ہو گی۔ سو بر تھے، اللہ تعالیٰ
کی ذات جو بادشاہ حقیقی ہے، اسی میوہ ہے
جس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں، وہ ہر شے
عظیم کا مالک ہے۔

ماصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ شاد جو بادشاہ
حقیقی لا خریک معبود اور رب العرش ہے
اس کے بارے میں اس خیال اور گمان کی
قطعہ بجا رکش نہیں ہے کہ اس نے انسانوں

لصیحت کا مفسدہ یعنی فی الْأَرْضِ
أَمْ تَحْكُمُ الْمُتَقْبِلِينَ كَمَا لَعْجَاهِيْهِ
(ص-۴-۲)

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں
نے نیک اعمال کیے ان لوگوں کے برابر
کردیں گے جو دنیا میں نساد برپا کر کے پھرے
ہیں، کیا ہم پرہیز گاروں اور بدکاروں کے
سامنے کیسا برتاو کریں گے را یسا ہرگز ہمیں
جو سکتا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:-
أَمْ حَسِبَ الْذِيْنَ اجْتَحَّوْا
الْأَنْتِيَّاتِ أَنْ تَجْعَلَهُمْ كَمَا لَعْجَاهِيْهِ
أَمْنُوا وَعَيْلُوا الصِّلَاحَتِ سَوَاءً
تَحْسِيَاهُمْ وَمَمَّا تَهْمَمُهُ سَاءَ مَا
يَحْكُمُونَهُ (جاثیٰ ۱۷-۲)

یہ لوگ جنہوں نے جرام اور بدکاروں کو
کو اختیار کریا ہے، کیا ان کا خیال ہے
کہ ہم ان مجرموں کو اپنے مومن و صالح
بندوں کے ساتھ رکھیں گے کہ ان کی زندگی
اور ان کی موت یکساں ہو، برآہے ان کا
یہ فیصلہ اور بالکل غلط ہے ان کا یہ خیال۔



تکلیف اور پریشانی ہے اور بیچارے اسی مال
یہ دنیا سے پڑے بھی مانتے ہیں اور ہمیں دیکھا جاتا
کہ ان کی اس نیکی اور پارسائی کا کوئی بھی صد
اس دنیا میں ان کو ملا ہو۔ پس انکا اس دنیوی ارزش
کی صفت عدل کا تقاضہ ہے یہاں نہیں ملتی
کے بعد بھی کوئی اور اسی زندگی نہ ہو جہاں ان
بدکاروں اور زندگی ہو جس میں نیک بختوں
کو ان کی نیکو کاروں کی جزا اور مجرموں کو ان
کی بدکاروں کی منزلتے، اگر ایسا نہ ہو تو اس دنیا
کے خاتم اور پروردگار پر اس سے بڑا لزام
سے بھی زیادہ اندھیرہ ہے نہ نیکو کاروں کی
نیکی کی بچھو قدر ہے اور نہ ظالموں بدکاروں
آئے گا۔

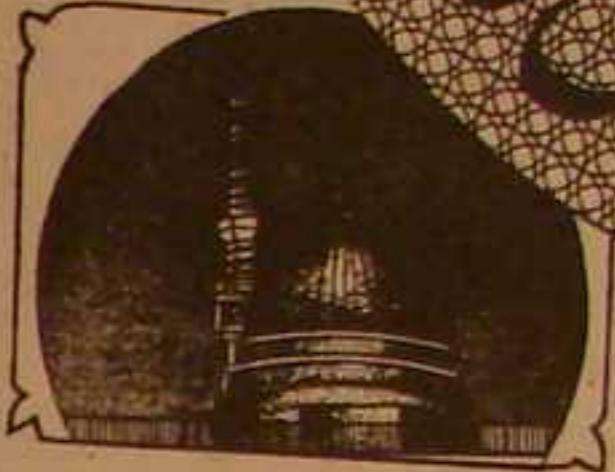
اس کو ذرا تفصیل سے یوں سمجھو کر اس دنیا
کی بدکاری اور بدکاری کی کوئی سزا ہے بلکہ
سارے پارساوں پرہیز گاروں اور جمروں
ڈاکوں کے ساتھ انہیں نیکی والا ایک ہی
برتاو ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی سليم عقل
لوگوں کے جان و مال پر ڈاکے ڈالنے میں کمزوری
پر نظم کرتے ہیں، بندگان خدا کے حق مانتے ہیں
غربوں کو ستلتے ہیں، رشوں میں لیتے اور خیانتیں
کرتے ہیں اور غریب عیش کرتے ہوئے اولاد
کے لئے بھی بہت کچھ سامان عیش جھوڑ کر اس دنیا
کے پڑے جاتے ہیں اور اس کے بر عکس اللہ
کے بہت سے بندوں کو اس حال میں بھی دیکھا
جاتا ہے کہ وہ بیچارے ٹری نیکی اور پارسائی
کی زندگی گزارتے ہیں، کسی پر نظم نہیں کرتے، کسی
کسی کے ساتھ دغا اور دھوکا نہیں کرتے، کسی
کا حق نہیں مانتے، اللہ کی عبادت بھی کرتے
ہیں اس کی مخلوق کی خدمت بھی کرتے ہیں، اس
کے بر کر دیں گے ایسا ہرگز نہیں ہو گا

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:-
أَمْ نَجْعَلُ الْذِيْنَ آمْنُوا وَعَمِلُوا
ہے کبھی کوئی بیماری آزاری سے کبھی کوئی

کیا ہم فرما بندگاروں کو مجرموں نافرمانوں
کے باوجود ان کی زندگی تسلی اور تکلیف سے گزرتی
کے باوجود ان کی زندگی تسلی اور تکلیف سے گزرتی
ہے کبھی کوئی بیماری آزاری سے کبھی کوئی



بُشْرَى



بُشْرَى بِرَبِّ الْجَنَّاتِ

کو جو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بُشْرَى جو شخص ہر دن کی صبح کو اور ہر رات کی
شام کو بسم اللہ لا یضر معا اسمہ شیعی
فی الارض ولا فی السماء وہو السیع
العلیم لہ بصرہ شیعی راللہ کے نام کا
سوار ایسا ہوں اس کے نام کے ساتھ زین
و آسمان کی کوئی چیز نہ مان نہیں سمجھا سکتی
وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے کو
بڑھ لے تو اسے کوئی چیز نہ مان نہ سمجھا گے۔
(ابوداؤد و ترمذی)

حضرت علی بن ابی طالبؑ سے روایت ہے
کہ ان کے پاس ایک مکاتب (ایسا غلام
جس کو آقانے کہا ہو کہ اتنی رقم دے دو تو
آزاد ہو جائے) آیا اور اس نے کہا میں اپنے
پیسے ادا کرنے سے عابر ہوں آپ سیری
مد فرمائے، تو حضرت علیؓ نے فرمایا کیا میں تم کو وہ
وہ کلمات نہ سکھا دوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے سکھایا تھا، اگر تم پر پہاڑ کے
برابر قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ ادا فرمادے گا
انھوں نے کہا خود را تو انھوں نے بڑھا۔
تم کہو، اللہم اکفنی بحلا لک عن حرامك
واغنی بفضلک عن سواك را۔

اسفات الشافی لاشافی الافت
اللہ تو مجھے حلال عطا فرمادے کہ حرام سے بچا اور اپنے
فضل سے اپنے ماوسے مستغفی فرمادے
(ترمذی)
حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض گھر
والوں کی عیادات اس طرح فرماتے کہ دیاں اتنا
بھیرت اور فرماتے اللہم رب الناس
اذھب ابا س و اشفاف انت الشافی
حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے

لَا شفاف لاشفاف شفاف لاشفاف درسته
حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے
بھیرت اور فرماتے کہ دیاں اتنا
بھیرت اور فرماتے اللہم رب الناس
اذھب ابا س و اشفاف انت الشافی
حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے

عن بصری اللہم شفعہ فی وشفعی
فی نفسی
رسے اللہ ایں تجوے مانگتا ہوں اور
تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے بی جگہ کے
واسطے جو جنی رحمت ہیں اے محمد میں پسے
رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں آپ کے واسطے
سے کم میری بینائی کھوں دے کے اثر تو
ان کی سفارش میرے نفس کے بارے میں
قبول فرمادے وہ لوٹا تو بیٹائی واپس
آپ کی تھی۔
(ترمذی)
حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میں سے کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہے
تو دور کعت نماز پڑھئے پھر یہ دعا کرے۔
اللهم استغیر کو بعدکو و استقدر کو
بعد دنکو داسالک من فضلکو
العظمی فانلد و تقدیز لا اقدر دلعلم
دلاءعلم دانت علم الفیوں اللهم
اکن تعلم اکھہذا الامر خیولی
فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری اوقات
عاجل امری و اجلہ ذاقتہ ذاقتہ لی
ذیستہ لی، شم بارک طرفہ دادا کنت
تعلم اکھہذا الامر شریف دینی و معاشی
و عاقبۃ امری اوقات عاجل امری
و اجلہ ذاقتہ عنی و اصرفتی عنہ
و افتری الحدیث کان شمار ضمیہ۔
واباقی صفحہ ۲۴۰ پر

رکھا پھر فرمایا۔
بسم اللہ تربہ ادھنہ برقہ بعضنا
لیشیعی سقیمتا باذن دینا
اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زین کی مٹی
ہمارے بعض دگوں کے لاعب دہن کے ساتھ
بکم خداوندی ہمارے میٹھوں کو شفادیتی
ہے)۔
حضرت بن ابو العاص شفیعی سے روایت
ہے کہ انھوں نے اسلام لانے کے بعد سے
اپنے نام دروکی شکایت کی، بھی کرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان سے فرمایا متحار سے غم کو
دور کر دے اور متحار اقرض ادا فرمادے ابو امار
نے فرمایا، تم صبح و شام یہ دعا کر لیا کرد،
اللهم انی اعوذ بالله من الہمۃ والخنز
و اعوذ بالله من العجز والکسل و اعوذ بالله
من البخل والجبن و اعوذ بالله من
غلبة الدین و قهر الرجال۔
لے اللہ میں فکر غم سے تیری پناہ چاہتا ہوں
عاجزی اور کاملی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، بخیل
اور بزدی سے نیری پناہ چاہتا ہوں، قرض کے
غایب اور دگوں کے ظلم سے تیری پناہ چاہتا ہوں)
ابو امار ہمکہ ریس میں نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ
بالت و قد رستہ من شر ما اجد
نے سارا غم و درکرد یا اور قرض ادا فرمادیا۔
داحادر۔ (مسلم)
(ابوداؤد)
حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
پاس آیا اور عرض کیا کے اللہ کے رسول
آپ، عافر میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹائی
عطاؤ رے آپ نے فرمایا، کیا متحار سے
کرتا ہے اور روزی ایسی جگہ سے دینتا ہے
جهان سے اس کو وہم و گمان نہیں ہوتا۔
(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)
حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب
کوئی آپ سے کسی تکلیف کی شکایت کرتا
یا اس کو پھوڑا اور زخم ہوتا، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی انگلی سے اس طرح فرماتے اور
سفیان نے اپنی شہادت کی انگلی زین پر

علم تصوف

یک جہاں تک مارکنی روایوں سے نبات
ہے اسلام میں سب سے پہلے ابوہاشم صوفی کو یہ
خطاب ماجنوں نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی
اور اس تدری تو اکابر صوفیہ بھی تسلیم کرتے ہیں
کہ اس لقب کی ایجاد عہد صحابہ کے بعد ہوئی
پھر پنچ امام فتحیری اپنے رسالے میں لکھتے ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ
کے سوا اور کوئی لقب ایجاد نہیں ہوا ایکوں نکل شرف
صحبت سے ڈرہ کر کوئی شرف نہیں ہو سکتا تھا

صحابیہ کے بعد تا بعین اور تبع تابعین کا لقب
کی ایجاد اہل بغداد نے کی ہے مخالف ہے کیونکہ
حسن بصری کے زمانے میا یہ نام مشہور تھا
اور حسن بصری نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ایک جماعت کا زمانہ پایا تھا وہ
کی طرف اس گروہ کا اتساب کیا جاتا ہے فرقہ
کے لقب سے یاد کیا ہے
لقراء المهاجرین الذين اخرجوا
من ديارهم ان
ان فرقہ مهاجرین کیلے جانپنے کھڑی
او دوسرے لوگوں سے ایک روایت ہے کہ
لقراء ازالذین احصروا في سبيل اللہ
ان فرقہ کے لیے جو خدا کی راہ میں روک
سے نکال دیے گے۔

"اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں
ہم صوفیہ کا ذکر نہیں سنتے اور ان کے بعد ہم
اور اہل شام بھی اس کو فرقہ بھی کہتے ہیں
پھر اس لفظ کا پتہ نہیں چلتا ہم اس زمانے
میں عابد زاہد سیاح اور فرقہ کے لفظ سے
تو اس سے یہ نبات ہوتا ہے کہ محدث اسلام
یہ نام مشہور تھا اور اس کی طرف اہل صلاح نسب
کے لقب سے نہیں پکارا گیا تو اس کے
حباب میں کہوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے جاتے تھے۔

زبانہ وزارت میں اہل علم کے لیے مدارس اور
ساکن کے لیے ربانیات تعمیر کی گئیں اور ان پر
کوئی عام و قائم نہیں کیا گیا تھا بلکہ نصوص مقامات
میں سے تھے امام معرب بن زید نے انجار الصوفیہ
شیخیان کیا ہے کہ صوفیہ کے لیے پہلی خانقاہ
تو اوضع و اخبارات کے امام ہیں اور یہ سب کچھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیض صحبت
سے حاصل کیا ہے تو جب ان بزرگوں کا اتسا
صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے
جو بزرگ ترین صفات سے ہے تو یہ مخالف ہے
کہ اس بزرگ ترین صفت کے علاوہ ان کو کوئی
دوسری فضیلت دی جاسکے۔

خانقاہیں : اس لقب کی طرح تصوف
کی دوسری یادگاریں بھی دور صحابہ کے بہت بعد
بیشتر کے ہیں لیکن پیغمبر پوش ہونا اس فرقہ کی بھی حضرت
رسن چلتا ہے خانقاہ علام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔
زمانہ بہت آگے ہو گیا۔ امت میں تفرقی
پیدا ہو گئی اور قوم نے دین کا ایک شعبہ
لے دیا جس میں خود اپنی طرف سے اپنانے
کریے، سلطانی و امراء نے تلکے نوائے حالانکہ
تلکوں غیر قریب ہونے میں صرف سرحدوں پر
بنائے جلتے تھے تاکہ اس نامہ ہو کہ دشمن
اچانک حلہ کر دے اور اس کے پاس مدافعت کا
سامان نہ ہو اور اہل علم کے لیے مدارس اور
خدوصیت مالیہ نہیں ہوتی جس کی طرف اس کو نسب
کیا جاتے اس کے ساتھ اس کے مالات بھی ہو رفت
رواج ہوا اور سب سے پہلے نظام الملک کے
بروع میں تیار کی گئی۔

لئے کتاب میں ۲۷ تصوف کے شقاق کے متعلق
مختلف رأیں ہیں بعض کا قول ہے کہ یہ صحابہ صفوی کی
ملکیت ہے بعض کے نزدیک اس کا مانند صفا اور
بعض کے نزدیک صفا ہے لیکن تاریخہ شقاق کی رو سے
یہ تمام احوال عطا ہیں کتاب میں ہے کہ صوفی کا الفاظ
پہلے صوفی تھا پھر شقاق کی وجہ سے صوفی کر دیا گیا
جس کے معنی یہ نافی زبان کی حکم کے ہیں دوسری صدی ہجری
میں جبوت نافی کتابوں کا ترجیح ہوا تو یہ فقط عربی زبان میں
آئا اور جو کوئی حضرات صوفیہ میں اخراجی کلمہ کا انداز پایا جاتا
تھا اس میں لوگوں نے ان کو صوفی یعنی حکیم کہنا شروع کیا
رنگ رنگتہ سوچی سے صوفی ہرگیا۔ یہ تحقیق علام ابو رحکان
بروفتنے کتاب بندیں کی ہے اور صاحب کشف الطعن
کی جیارت سے بھی اس کا شارہ نکلا ہے جتنا بخوبی
تصوف کے عنوان میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: حکمے اشرافت شرب اور اس طرح
یہ صوفیہ کے شاہراہ بخوبی اور اگر بر اصطلاح
ان کی اصطلاح سے اغذیہ ہو تو کچھ مسید ہیں۔
(الغزالی)

کا خاگلدار تھا ہے اس کی میاں کو کسی نامی دعافت کی
ماف نسب کیا جائے تو ہر وقت ایکستے دعافت کی
ٹرانس سوپ کیا تھے کا اس دخواری کی جانا پر اس کو ایک
ظاہری صوفیہ کی شمعی پیش کی ٹرانس نسب کیا جائے
کر اسی اور ایسا دو صلح کا عام شمارہ پس اور اس سے جانی
طور پر جو نیکتہ اسلام تمام ممالک اور تمام اخلاق کا پتہ
چل جاتا ہے خلائق اصحاب میں کوئی ظاہری ایسا کی ہے
نسوب کیا ہے اور ان کو حواری کہلاتے ہیں تو یہ مقدار کہے
پہنچتا ہے اور اسی طرف سوپ کیا جائے اعمال اور
احوال کی ٹرانس نسب شیخی کیا اسی طرح صوفیہ بھی ظاہری
با اس کی ٹرانس نسب کر دیجئے گے اس فرقہ میں اخراج شقاق
کے طبق نظر کے اگر اس لفظ پر اپنی حیثیت سے نظر ان
جاے تو اہل میں یہ لفظ میں سے تھا اس کا اہل صوفیہ تھا
جس کے معنی یہ نافی زبان کی حکم کے ہیں دوسری صدی ہجری
میں جبوت نافی کتابوں کا ترجیح ہوا تو یہ فقط عربی زبان میں
آئا اور جو کوئی حضرات صوفیہ میں اخراجی کلمہ کا انداز پایا جاتا
تھا اس میں لوگوں نے ان کو صوفی یعنی حکیم کہنا شروع کیا
رنگ رنگتہ سوچی سے صوفی ہرگیا۔ یہ تحقیق علام ابو رحکان
بروفتنے کتاب بندیں کی ہے اور صاحب کشف الطعن
کی جیارت سے بھی اس کا شارہ نکلا ہے جتنا بخوبی
تصوف کے عنوان میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: حکمے اشرافت شرب اور اس طرح
یہ صوفیہ کے شاہراہ بخوبی اور اگر بر اصطلاح
ان کی اصطلاح سے اغذیہ ہو تو کچھ مسید ہیں۔

امت مسلمہ کو

امت بناء کی محنت پر کے

حضرت مولانا محمد نیوسف صاحب علمی الرحمۃ نے
اپنے وصال سے تین دن پہلے یعنی ۱۲۶ ذی قعده مطابق ۱۹۶۵ء
مازی ۱۹۶۵ء ابر و فرستگل بعد نماز فجر رائیونڈ پلیج لاہور
میں ایک اہم تقریر فرمائی تھی۔ اپنے کارندگی

کی ایک آخری تقریر تھی۔

بھی بھیل پکا تھا اور امت بنی چکی تھی۔ پھر یہ
امت دنیا میں اٹھی جدھر کو شکل ملک کے ملک
پیروں میں گئے۔ یہ امت اس طرح بنی تھی کہ ان
کا کوئی آدمی اپنے خاندان اپنی برادری، اپنی
پارٹی، اپنی توم، اپنے وطن، اپنی زبان کا حادی
نہ تھا۔ بال و جانداد اور بیوی بچوں کی طرف
دیکھنے والا بھی نہ تھا۔ بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا
تھا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی انفرماتی
ہیں۔ امت جب ہی منت ہے جب انہوں نے رسول

کے حکم کے مقابلے میں سارے رشتے اور

تعلقات کٹ جائیں۔ جب مسلمان ایک امت

تھے تو ایک مسلمان کے کہیں قتل ہو جانے سے

ساری امت ہل جاتی تھی۔ اب ہزاروں لاکھوں

گلائیں اور کافیوں پر جوں ہیں رینگتی۔

امت کی ایک قوم اور ایک علاقے کے

ربنے والوں کا نام نہیں ہے بلکہ سینکڑوں

ہزاروں قوموں اور علاقوں سے ہے کہ امت منت

ہے جو کسی ایک قوم اور ایک علاقے کا پناہ گھا

ہے اور دوسری کو غیر محظی ہے وہ امت کو ذبح

کرتا ہے اور اس کے مکرے کرتا ہے۔ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبہ رحموان اللہ علیہم جمعین

کی مختعلوں پر پانچ بھر تاہے۔ امت کو مکرے

مکرے ہو کر بیٹے خود ہم نے ذرع کیا ہے۔

است بن پکتے تھے توجہ یہ سب کو جھوگیا اس

امت کو کھاتا ہے۔ اگر مسلمان اب پھر امت

بن جائیں تو دنیا کی ساری طائفیں بھی مل کر ان

کا باال بیکاریوں کو سکیں گی۔ ایتم ہم اور راکٹ ان کو

یہ امت بٹے ہوئے تھے، چند لاکھ مسلمانی دنیا پر

بخاری تھے۔ ایک پکا مکان نہیں تھا۔ مسجد

نہیں تھی بلکہ بھوکے بول رہا ہوں جو سمجھ کے عمل

تھا۔ مسجد بھوکی میں بھرت کے نویں سال

پاؤں پر کھلہ ہوئی مارے گا۔

ولئے تمیں داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ ۹۷

میں اسلام لائے ہیں اور وہ تک قریب

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے

ٹڑی شقیقیں اٹھائی ہیں اور ان کے دشمن

یہود و نصاریق نے سپتہ اس کی کوششیں کی

ہیں کہ مسلمان ایک امت نہ رہیں بلکہ مکرے

صلی اللہ علیہ وسلم جو نوبادیت نے کو تشریف

امت ہونے کی صفت کو چکے ہیں، جب تک

تھیں نہیں کر سکیں گی۔ یہ کم اور ابو الفضل اور ضمیمی میں
تھیں اسید الخزر ج سعد بن جبارہ
دینا بھر نلم تحملی د فوادہ
اس دانہ نے ثابت کر دیا اور سب تن دیا کہ
اچھے اچھا دمی بھی اگر تو سیت یا عالمت کی
بیانوں پر امت پنے کو توڑے گا تو اس لفاظ
اس کو توڑ کے دکھ دے گا۔

امت جبستے ہی جب امت کے سب
بلقے بلا تغیرتیں اس کام میں لگ جائیں جو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم دے کے گئے ہیں اور یاد
کھوات پنے کو توڑنے والی تیریں معاشرت
اور عاملات کی خرابیاں ایک فرد یا طبقہ جب
دوستکے ساتھ انصافی اور ظلم کو تابے
اور اس کا پورا حق اس کو تھیں دیتا اس کو تکلیف
و تابے یا اس کی تحریر اور بے عزیز کو تابے
تو تغیرت پیدا ہوتی ہے اور امت پنا ٹوٹا
تو تغیرت پیدا ہوتی ہے اور امت پنا ٹوٹا
کی تعلیم ہو جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تاتل
کی سزا اس انگریزوں کو سلطنت کر دیا یہ خدا کا
عذاب تھا۔

ایک ہمیں اس نماز کی اور ایسا ذکر تھا کہ جب اس
کو قتل کرنے وقت غصہ میں بھرے لوگوں نے
اس کی زبان کا ٹھیک چاہی تو اس نے کہا سب بچھ
کرو یہ کم میری زبان مت کا تو تاکہ ذندگی کے
آخوندی سانس تک میں اس سے اللہ کا ذکر کرتا
سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے بڑے
محاجی سے اس بارے یہ یہ جعلی ہوئی (و) اگر
رہوں اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تاتل میری
امت کا سب سے زیادہ شقی اور بد بخت ترین
حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا، یہ میں
اکدمی ہو گا اور مدرس کی تعلیم ترا ابو الفضل اور
بھگت اپڑا روایات میں یہ ہے کہ ان کو جنات
نے قتل کر دیا اور مدینہ میں رہ آواز سنائی
انھوں نے ہی اکبر کو گراہ کر کے دین کو برداشت کیا
دی اور جو نئے والا کوئی تظریز آیا۔

ہی یہ ہو کر وہ دین کل طرف اور ہر قسم کے خیر کے
طرف بلکہ ایمان کے لیے اور خرا و خشکی کے
راستے پر چلنے کے لیے محنت کرتا رہے خازادیں
ہر محنت کرے ذکر پر محنت کرے برائیوں اور
معصیتوں سے بچانے کے لیے محنت کرے
اور ان محنتوں کی وجہ سے امت ایک ہی انت
بنی اسرائیل سے

کونہ بھولو کر اس نے تھارے دلوں کی وہ عدالت
اور دشمنی ختم کر کے جو پشتول سے تم میں چلی آری
تھی تھارے دلوں میں الگفت پیدا کر دی
اور تھیں باہم بھائی بھائی بنادیا اور تم آپس
میں لڑتے وقت دوزخ کے کنارے پر کھڑے
تھے بس گرنے ہی دالے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو
تحام لیا اور دوزخ سے بھا ما۔

کے تہ و غذاب سے ڈرتا رہتے گا اور ہر دم اس
کی تبا بعداری کرے گا تو شیطان بھی اسے
ہنس بہکا کے گا اور اس پھوٹ سے اور ساری
خرابیوں سے محفوظ رہے گی۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا دَلَا
نَفْرَقُوا ذَكْرَ وَأَنْعَمَةِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذ
كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَا لَفْ بِينَ قَلُوبِكُمْ فَا صَبَّحُمْ

پشتول سے عداوت اور
حضر صلی اللہ علیہ وسلم
رینہ پنچے اور انصار کو اسلام
در صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام
کی پشتول کی لڑائیاں
س دخراج شیر دشکر ہو گئے۔
نے اسکم بنائی کہ کس

ولئے کسی ایک ہی قبیلے یا ایک ہی طبقے کے نتھے
بلکہ مختلف طبقوں اور قبیلوں کے دہ لرگ تھے
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے اعتبارے
بڑے اور خراص بھجھے جاتے تھے، انہوں نے
مشورے سے باہم ملے کیا کہ تقسیم اس طرح پر
ہو کر بے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضرت مصلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا مضمون ہے
کہ تمام میں ایک آدمی لا یا جائے گا جس نے
دنیا میں نماز، روزہ، حج، تبلیغ سب کچھ کیا ہو گا
مگر وہ عذاب میں ڈالا جائے گا۔ کیونکہ اس کی
کسی بات نے امت میں تفریق ڈالی ہو گی اس سے
کھاہل کے گا پہنچے اپنے اس ایک لفظ کی سزا
سمیگا۔ رہنماء کا وحی سے امت کو نعمان پہنچا

دلات کونوا کالذین نفر توادا خلفوا
من بعد ما جاءتہم الہیں دادیک
لهم عذاب عظیم ۵
جو لوگ ان بدایتوں کے بعد بھی شیطان کی
بیردی کے اور الگ الگ را ہوں پر جل کے
اختلاف پیدا کر لیں گے اور امت کے ارت پنے
کو توڑیں کے تو ان پر غرائی سخت مار

شیطان کھارے ساتھ ہے اس کا حل ج
یہ ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جس کا مرض نہ
ہی محلائی اور نیکی کی طرف بلانا اور ہر برائی اور
فراہمی رونکنا ہو۔ ولیکن منکم امداد یعنی
الْخَيْرِ يَا مَرْوُنَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَا
عَنِ الْمُنْكَرِ وَادْلِثُكُمُ الْمُفَاجِحُونَ
امت میں ایک گروہ وہ ہو جس کا کام اور مرض نہ

بنعمۃ اخوانا دکنتم علی شفا حضر
من امداد فانہ ذکم منہا ۵
اور اللہ کی رسی کو یعنی اس کی کتاب پاک
اد راس کے دین کو سب مل کر مضمونی کے ساتھ
نخا می رہو اور اس میں لگے رہو اور قوم کی
بنیاد پر یا علاتے کی بنیاد پر یا کسی اور بنیاد پر
مکر میں کرے نہ رہو اور اللہ کے اس احسانی

لڑا کے ایک جلس
وں کے آدمی موجود تھے
نے ان کی پرانی لڑائیوں
وہ کراشتھاں پیدا کر دیا۔
دوسرے کے خلاف
ف سے ہتھیار نکل آئے۔
سلم سے کسی نہ جا کر کھینچا۔

بیکار اور بے احترامی کے ساتھ میں اپنے دل کا خوبصورتی کا انتہا کر دیتا تھا۔ اس کے بعد میر عزیز اور میر جنید نے اپنے دل کا خوبصورتی کا انتہا کر دیا۔ اس کے بعد میر عزیز اور میر جنید نے اپنے دل کا خوبصورتی کا انتہا کر دیا۔

سید

PHONE : 249174
X : 0522-246343

اگر آپ دیا بیٹس کے خکار میں تو چند سی روز میں نشکر کے استعمال سے شکر میں کمی شروع ہو جاتی ہے تو قوت اپنے کو نہ لگتی ہے
اگر اس کو بار بار لگانے اور چند روز بار ہونے سے بخاث مل جاتی ہے، نشکر کے استعمال سے صرف پیش اب ہی شکر نہیں
غافل ہو جاتا ہے بلکہ خواہ ہر چیز بھی شکر کی اتنی منفرد لبراتی رسمی ہے جیسی کہ ایک تندروست آرمی کے بس میں ہوتی چلائی ہے



HASANI PHARMACY
RAUF MARKET 177/41, GWYNNE
ROAD, LUCKNOW



ہے اور پہنچنے ہوئے دلوں کو ملادتی ہے اس
یے سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہو کر ذرا بالوں
پر قابو ہوا دریہ جب ہر سکنی ہے کہ بندہ ہر وقت
اس کا خیال رکھ کر خدا ہر وقت اور ہر جگہ اس
کے ساتھ ہے اور اس کی ہر بات کو سن رہا ہے۔
مدینہ میں انعام کے دو قبیلے تھے اوس

تعالیٰ عنہ کا قبیلہ بہت پچھے پڑ جاتا تھا اور اس
کا حصہ بہت کم ہو جاتا تھا مگر حضرت علیؓ نے یہی
نیصلہ کیا اور مال کی لفظیم میں اپنے قبیلے کو اتنے
پچھے ڈال دیا اس طرح بنی تمییر امت -

حکیم محمد سلم صدیقی

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ:

آنہنھر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوئی میں

پیوند لگا رہے تھے اور وہ برقا کارت رہی

تھیں حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ بنی کریم صلی

کی پیشانی مبارک عرق آسود ہو گئی ہے اور اس

کے اندر ایک نور ابھرنا اور برقا ہے۔ وہ

سرپا یہ سرت، بنی کریم کا یہ جلوہ دیکھ رہی تھیں

کہ آنھنھر کی نگاہ مبارک ان پر پڑی اور

پوچھا "عائشہؓ تم جہان کیوں ہو؟" حضرت

عائشہؓ نے عرض کی "اپ کی پیشانی پر پسینے

ہے اور اس کے اندر ایک نور ہے جو گھستنا

اور برقا ہے۔ بخدا! اگر ابو کیر مددی (شاعر)

یہ منظود یکھو لیتا تو اسے علوم ہو جاتا ہے کہ اس

تک پہنچا۔ اس نے اور قرآنی تعلیم کو عام کر دیں۔

پنچانہ نھولنے اس راہ میں قسم کی تکلیفیں

نے پوچھا۔ وہ اشعار کیا رہیں؟"

حضرت عائشہؓ نے پڑھا ترجمہ "وہ ولات

او رضاحت کی آلو گیوں سے برداشتے۔ اس

کے درختان چہے، پر نظر کر د تو مسلم

ہو گا کہ نورانی اور روش برق جلوہ مے رہی

ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست

مبارک میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا پھر حضرت

عائشہؓ کی پیشانی چومنی اور زبان مبارکے

ارشاد فرمایا ترجمہ "جو سرد بھٹکتے تھا کلام

گو اس کے الفاظ کو از بر نہ کر میں" (۱۲)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں جو لفظ، میں

حضرت عائشہؓ صدیقہ کی شعر و ادب

اس روایت سے رسول کریم صلی اللہ

حولہ حسن کی ریت

علم سے بڑھ کر کوئی دولت و نعمت، الہی
ہیں اور ان پر لازم ہے کہ ان سب میں سے

کچھ ضرور آنھنھر کی دعوت اور تعلیم کو لو گوں
ہے کہ زوال و حی کا بہلا لفظ ہی۔ اُثر اُثر ہے ہے

اس نعمت اور عظیم خداوندی کے حصول اور اس
پنچانہ نھولنے اس راہ میں قسم کی تکلیفیں
بڑھ کر حصل یا ان میں مردوں کے ساتھ عورتیں۔

بھی آگے آگے تھیں انھوں نے طالب علم
بن کر اس کو سیکھا۔ پھر اس پر عمل کر کے اس

بر عامل ہوئیں پھر اس دور کی خرا تین،
اسلامی تعلیم و احکام کا طالع ہم کتنی فکر اور گہری

نفل سے کرنے تھیں اس کا اندازہ بھی حضرت
عائشہؓ کے اس بیان سے ہوتا ہے۔ وہ

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس ارشاد
الہی کا علم ہو چکا تھا کہ کہدے۔ بیسری راہ
حضرت عائشہؓ صدیقہ کے عہد (مبارک)

میں ایک آیت نازل ہوئی تو ہم اس میں
بتابے حلال و حرام اور امور و مہنگی کو حفظ کر لیتے

گواں کے الفاظ کو از بر نہ کر میں" (۱۳)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں جو لفظ، میں
حضرت عائشہؓ صدیقہ کی شعر و ادب
سے دلچسپی،

غیر میں بھی خاص مقام ہے الامم و ہمیگی
میں کہ صحابہ میں جو نعمت اسے حاصل ہے ان میں امام احمد
کا بھی شمار ہوتا تھا۔ حضرت ام سلیمانی مردیاں
تھیں سواتھی تھیں۔ ام المومنین حضرت خصوص
نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد
گرامی حضرت عرب سے حدیثوں کی روایت کی
ہیں آپ نے ساتھ عورتیں روایت کی ہیں۔^{۱۹۶}

کہیں آپ سے آپ کی صاحبزادی حضرت

حصیبہؓ اور بھائی حضرت عاصہؓ اور دیگر صحاب

نے حدیثیں روایت کی ہیں۔^{۱۹۷}

اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام

علی و درینی مجالس نیز تعداد عیدین کے موقع پر

آنھنھر کی تعلیم و احکام سے خواہیں کو بھی بہرہ مدد

اور تغییر ہونے کے موقع محاصل تھے تاہم

اسے ان خواتین میں علم کی جو شخصی اور طلب

دخواہیں تھیں اس کی تکین اور سیرا بی نہیں

ہر قسم تھیں اسی لیے آنھنھر ان کیلئے مخصوص

اہتمام فرملت تھے تاکہ پوری یکسوئی اور دلجمی

کے ساتھ دو انھنھر کے قیود و احصار کے

سے استفادہ کر سکیں۔ پنچانہ حضرت ابو سعید

حدریؓ کی روایت ہے "خواتین نے رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ آپ کے دربار

میں سیشہ مردوں کا دلخواہ کیا تھا۔ اس درجے

کے میں استفادہ نہیں کر پائیں۔ پس آپ کے ہاتھے

علیہ وسلم کا اشعار کے دل میں زیادہ ان کی
بلی معلومات پر لوگوں کو بیت و استعجاب ہوتا
تھا اور ان ابی ملکہؓ نے اپنی سیرت و استعجاب
کو دور کرنے کے لیے ایک دن ان سے بچا
لطافت و تزاکت اور معنیت سے کس درجہ
و اقتضیت تھیں اور انھوں نے ان اشعار کو جن
لطفیں پیرا یہ میں آنھنھر کے جمال جہاں تاب
کا مصدق اتلا یادہ اپنی جگہ خود شریعت سے
اور بلا غلط تسلیم شدہ ہے میکن آپ نے طب
کہاں سے سیکھ لی؟" حضرت عائشہؓ نے جواب
بھر پور ہے تب ہی تو آنھنھر نے جب ان
سے یہ اشعار سنتے تو بے ساخت ان کی پیشانی
چوم کر ان کو دادری اور ان کی شان میں جو کچھ
ہوتے تھے وہ آپ کو اس کا علاج بتاتے
تھے اور میں اس کو یاد رکھی تھی۔^{۱۹۸}

حضرت عائشہؓ کے شاگرد مخصوصی اور ان

کے حقیقی بھانجے حضرت عروہ بن زبیرؓ حضرت

عائشہؓ کی وسعت علم کا انہلہار ان الفاظ میں
سائل دریافت کرنے تھے۔^{۱۹۹}

جن لوگوں نے بے سزا زیادہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روایت کی
ہیں ان میں حضرت عائشہؓ کا بھی شمار ہوتا

ہے۔ اہل عرب کی تاریخ اور ان کے تسبیح نسب

کو جاننے والا کسی کو نہیں پایا۔ حضرت عروہ

بن زبیرؓ کو عربی کلام پر بڑا عبور تھا۔ اس کی

تعریف کی گئی تو انھوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ

کے تخلیق میں شاعری میں سیری و اتفاق کوئی

حقیقت نہیں رکھتی۔ وہ توبات بات پر اشعار

سے استدلال کرتی تھیں۔^{۲۰۰}

موسی بن طلبو کہتے ہیں "میں نے حضرت

عائشہؓ نے زیادہ کسی کو فیض نہیں دیکھا۔"^{۲۰۱}

حضرت عائشہؓ کی علم و ادب اور صفات میں

رسول کریم

ایک دن متعین کے ان کے

پاس تشریف کے اور عظوظ حضرت فرمائی

اور انہیں نیک کاموں کا حکم دیا۔^{۱۵} مالک بن

حیرث فرماتے ہیں: "ہم چند لاجران حضور

کی خدمت میں دن سے واقفیت حاصل کرنے

کے لیے میں دی رہے جب سخنور نے

محسوس فرمایا کہ ہمیں کوچانے کی عجلت ہے

و فرمایا جاؤ اپنی بیوی بچوں کی طرف اور انہی

میں رہوا اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور

ان پر عمل کا حکم دو۔^{۱۶}

حضرت اسماء بن عبد البر زوجہ محترمہ

حضرت زبیرؓ سعی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے بہت سی حدیثیں روایت کیں اور ان کی تواریخ

انہاون ہے۔ آپ کے خارج سے بہت سے

صحابہ کرام مذاہبیں نے دوسروں تک حدیثیں

پہنچائی ہیں۔ ان میں آپ کے معاشرزادے حضرت

عبد اللہ بن زبیر اور پوتے عبد اللہ بن عوفؓ

اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ جیسے لوگ شامل

ریکارڈ الفہم حضرت خولہ بنت حکیمؓ کے متعلق

علامہ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ ایک نیک اور

فضل ناتوان تھیں۔^{۱۷} حضرت عبد الرحمن عبد العزیزؓ

نے اسے ایک حدیث روایت کرتے ہوئے

فرمایا: "خولہ بنت حکیمؓ نے جو ایک مالک ناتوانی

تھیں، بیان کیا۔" الفہم اسے معلوم ہوا کہ ان

کی سلسلہ اور علم و فضل نسلیمؓ شہزادہ تھا اور وہ بھی

حدیث کی روایت کرتی تھیں۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی معاشرزادی

ترجیح دیکھے حضرت امام نوویؓ نے ان کے
زمان کی بہت طیقی تھیں۔ اسی میں سے ہیں
پاس تشریف کے اور عظوظ حضرت فرمائی
اورا نہیں نیک کاموں کا حکم دیا۔^{۱۸} مالک بن
حیرث فرماتے ہیں: "ہم چند لاجران حضور
کی خدمت میں دن سے واقفیت حاصل کرنے
کے لیے میں دی رہے جب سخنور نے
محسوس فرمایا کہ ہمیں کوچانے کی عجلت ہے
و فرمایا جاؤ اپنی بیوی بچوں کی طرف اور
میں رہوا اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور
ان پر عمل کا حکم دو۔^{۱۹}

بنت افسس کے گھر پہنچا یا گیا اور انہوں نے
بنت افسس کے علم پر اس قدر رعما دستہ
کہ وہ پڑھنے والے طالب علم سے فرشتے۔
عائشہؓ سے روایت کرنے والوں میں عمرہ
بنت عبد الرحمنؓ، قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ اور
عواد بن زبیرؓ سب سے زیادہ قابل اعتماد
حضرت عائشہؓ کی کوڈیں بلی تھیں اور وہ آپ
نے محمد بن عبد الرحمنؓ کو کہا کہ حضرت عائشہؓ
کی خامی شاگردی میں تھیں۔^{۲۰} میں وفات
کی روایات کا اُن سے اعلیٰ زیادہ جانے
والا کوئی نہیں ہے۔^{۲۱} ابن سعد فرماتے ہیں: "وہ
عالم تھیں۔" ^{۲۲} الفہم حفصہ بنت سیدنا بارہ
سال کی عمر میں قرآن کی تعلیم سے فارغ ہو گئی۔
یحییٰ بن سیرین، انس بن مالک، ام عطیہ انصاریہ
وغیرہ اور حضرت حسن بصریؓ کی والدہ خیرت سے
حاصل ہے؛^{۲۳} شہیدہ بنت نظر کے متعلق
بیان کیا گیا ہے کہ وہ عالم تھیں اور کاتبہ بھی۔
انہوں نے حدیث کی روایت کی ہے۔^{۲۴} امام
یحییٰ بن سعید انصاریؓ، عواد بن زبیرؓ، سیمان
بن یسارؓ اور عواد بن دینارؓ جیسے مشہور و معروف
اللہ تعالیٰ ہیں۔ ان کی فضیلت کا اندازہ آن
ابن جبان نے بھی ان کو ثقافت میں شمار کیا
راویوں سے ہوتا ہے جو بڑے بڑے محدثین
کرام نے ان کے متعلق طاہر کی ہیں۔ ان میں
سے چند کی آراء بیش کی جاتی ہیں، امام ابن معینؓ
ہو گا، چنانچہ سیدہ بنت نفسؓ جو اہل بیت
نبوی سے تھیں، وہ اپنے شوہر اسحق بن جعفر
اور حبیبؓ میں: "رب غنی حدیث کی ایک علمی صلاح
ہے جس کا پورا اور صحیح مفہوم و ترجمہ اردو میں
صادقؓ کے ہمراہ مصطفیٰ بن علامہ ابن خلکان
لکھتے ہیں کہ نفیہ سبہت نیک اور خدا ترس
خاتون میں کو بہت شاندار الفاظ میں ان کا
نہ کرہ کرتے سنا ہے، احمد بن محمد فرماتے ہیں۔^{۲۵}
نے ابن معینؓ کو بہت شاندار الفاظ میں ان کا
ہے کہ امام شافعیؓ معرفت خوب تو ان کی حوصلہ میں
حاضر ہوئے اور ان سے حدیث سنن امام روضۃ
کا باب استقالہ ہوا تو ان کا جنازہ سیدہ
اعتماد لوگوں میں ان حضرت عزیزؓ کا شمار

بر نقش ہو گیا کہ اس کمزنا بہت بڑی بات
بُوگی۔

میں ہر ہلے روز اسکول گھاٹا اور بچوں کی
ٹھنڈی بھی میلے ٹھات پر تھادیا گیا۔ جا بجا
روشنائی کے دھیے اور چکنائی کے داغ
گھر کر کر کیا تو امی نے کھجور کی چنانی بھجو
دی جس پر میرے علاوہ تین دوسرے
ہم جماعت بھی میڈ بلتے۔ بس ناز برداری
اسی حد تک تھی۔ ایک سفارش پر چند برس
بعد سائکل نریدنے کی اجازت ملی تھی۔

انہی دنوں گھر کا کام کا حق کرنے کے لئے
بادہ یہ رہ برس کا ایک رہا بہاد پور سے
آیا جراغ تد کا تھا تک اتحاد بھتھ دیکھتے
اسکے کام سنحال لیا۔ ایک کوئی برا غ

سے انس ہو گیا۔ وہ ہمارے کھیل میں برابر
کاشتہ کی تھا۔ ہمارے ہاں آتے ہی
اس نے ایک عجیب حرکت کی پانی کے ایک
گلاس پر گھر و بھی پر دھرے ہوئے گھرے

کو منکر کیا کہ سر ہو گیا پانی کے پھر اس
نے ایک سچھا جھا جھی بی بی جی! آپنے گھرے

سی گڑوال رکھا ہے۔ برسوں بعد سیری
تعیناتی بہاد پور ہوئی تو چوتھاں کی محراجی

ایجاد یوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تب یہ
عمرقدہ کھلا کر جراغ کو گھرے کا پانی سمجھا کیوں

علوم پر اتحاد پولستان میں ایجادی کے
نزدیک کھارے پانی کے جو ہر سری۔ یعنی

پانی سے خود دہانے کے باہمی اسی پر

جناب شیخ منظور المی ہماں عہدگی ایک علمی تہذیبی شخصیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا طراء متمیاز
کمال عیان اور بے شال حادیگی ہے جو سماں میں حکماں طبقوں اور اعلیٰ افراد کی زندگیوں سے
حاءب ہوتی ہے اسی کے لئے اپسان کے سے ہر سو میں سچا بکے نجاح
وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے دو اخنوں تین خصوصیات اور اس اخنیاط اور اس اکسار کے ساتھ
محجوں اور ان کی شخصیت کا اصل جوہر محل کو ساختے گیا اور اسلام کی ادائیگی اور تازہ ہو گئی۔ اقبال
کے اس فتیہ رشید امی کہ ان کی اہنی زندگی جذب و عشق اور بے خودی و سرستی
کی ایک عظیم تحریر ہے کیف بن گئی نے سے

ای کی اویں یاد رواں صدی کی دوسری
دہائی کی ہے۔ سنج و ملی پر اجیکٹ کی تکمیل سے
بڑیاں کھاں کھائی ہیں؟ جواب دینے کے
بیٹے اپنی ورز پور میں غیر دامی نہروں کے میتم
سچھے دیسخ و عرضی کوئی کے سامنے ایک

غیغم توں کی شکل میں جامن کتیں چالیں
تحا یاد نہیں پڑتا انہوں نے کسی بچے پر
گھنے پڑوں کی جھنیار تھی۔ چلچلاتی دھوپ میں
پرندے پھل کرنے کے لئے آتے تو ہنکلک
ہا کر کے انہیں اڑا دیتے۔ پھنے محن کے

گرد پردے کے لئے کچی پچی دیوار تھی۔
ای کی کم و بیش دہی کا نہات تھی۔ گھر کا
انتظام و انصرام، کبھی کبھار کسی ہی لیے کے
تھی۔ جانا یا عورتوں کو چائے پر ملائیں۔ گھر
کیں کر و اپس کر آئے۔ اس روئے سے ذہن

شائع ایضاً بحوار المی ۱۴۷۳ھ مورت اور اسلام
کو ارشادات التہذیب ملدو تہذیب اہم تہذیب
جلد ۱۲ اور تہذیب الحفاظ جلد ۱۳ اس سب پر مشتمل
الله تعالیٰ ایضاً ۱۴۷۲ھ ایضاً ۱۴۷۳ھ ایضاً بحوار المی
وفیات الاعیان جلد ۱۴۷۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۳ھ ایضاً بحوار المی جلد ۱۴۷۳ھ ایضاً بحوار المی
ایضاً جلد ۱۴۷۳ھ ایضاً بحوار المی دنیات الاعیان جلد

لعلہ ہوتا تھا۔ ان کے سب کی سب
حافظت قرآن تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے
مددیہ کے حالات میں آتا ہے کہ ان کے عمل
میں سزا باندیاں ایسی تھیں جو سب کی سب
حافظت قرآن تھیں۔ اس طرح دو زندگی مختصر قرآن
مکمل ہوتا تھا۔ ان کے عمل سے تلاوت قرآن
پاک کی آواز اس طرح آتی تھی جیسے شہداء کے
ہفتے سے مکہمیں کی آواز آتی ہے۔

بخاری تہذیب بابل لادب ۱۹۰ھ ایضاً بحوار المی
جلد ۱۵۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۲ھ عورت اور اسلام
بخاری اعلام النساء جلد ۱۵۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۳۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۳۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۳۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۳۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۳۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۳۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۳۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۳۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۳۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۳۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۳۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۳۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۳۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۳۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۳۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۳۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۳۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۳۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۳۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۳۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۴۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۴۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۴۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۴۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۴۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۴۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۴۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۴۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۴۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۴۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۴۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۴۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۴۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۴۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۴۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۴۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۴۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۴۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۴۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۴۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۵۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۵۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۵۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۵۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۵۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۵۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۵۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۵۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۵۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۵۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۵۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۵۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۵۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۵۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۵۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۵۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۵۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۵۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۵۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۵۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۶۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۶۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۶۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۶۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۶۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۶۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۶۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۶۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۶۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۶۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۶۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۶۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۶۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۶۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۶۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۶۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۶۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۶۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۶۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۶۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۷۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۷۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۸۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۸۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۹۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۹۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۶ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۷ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۷ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۸ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۸ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۱۹ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۱۹ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۰ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۰ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۱ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۱ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۲ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۲ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۳ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۳ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۴ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۴ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۵ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۵ھ ایضاً بحوار المی ۱۴۲۶ھ ایضاً بحوار المی
۱۴۲۶ھ ایضاً بحوار المی

الْعَالَمُ الْمُكَلَّبُ

نہ نے آپ کو مالین کے لئے رحمت بنائی گیا ہے۔

شروع پہنچنے میں ان رسائل کا استفادہ تھا تھا
موسیٰ کرم کی تعطیلات میں ہنسنے افسنے
اور ناول پر بیماری کی مشیٰ پر یہ چند کی پیغمبری
بیدعہ تھی ہر کیم چاہیے بعد المیم شر کے
ناکافی ناول نلور انلور نہ امکان انجزی کے رسائل
حسن بن صبات وغیرہم، امتیاز طلبی تاج کا
شام کار قدر ام انار طلبی، اور خوبصورت ترجمہ
میں لیلیٰ یا محاصرہ غرباط، سفید پیغمبری والے
لامبجی بڑو نعمتی لامبجی برین تھے۔ ایک دوسرے
اخنوں نے سرزنش کی:

”تم پھول کوناول پر ٹھنکے سوا کوئی کام
نہیں؟“ استاد نے ہوم ورک نہیں دیا؟
قطعات شانہ بخا جلنکی ویسے اس
زمانے میں اپنے سپلی خود احتیاری تھا۔ سو درج
غروب ہونے کے بعد یا زیادہ سے زیادہ
رات کے کھلف کے وقت گمراہت آئنے کا

بارا بار پڑھنے سے نیظیں مجھے از برہو گئیں تو
علاوہ انگریزی اور ادو کے سائے بالترتیب
دھرے ہوتے بڑے رکھر کھاؤ کا زمانہ تھا
دار المطالعہ میں کامل سکوت ہوتا آہستہ خرام
بلکہ خرام کی کیفیت ہوئی انگریزی کے رسائل
فیروز پور میں اٹھو دس برس گزارنے کے
یہاں بالا کل پور تبدیل ہو گئے۔ پھر ہری کے
انڈیا یاد رکھنے کے بیس انگریزی کی شدید بہت
ہو رہے۔ تیسرا دہائی کا لاٹل پور بہت مصفا
کم تھی مگر تصادیر کی اپنی دلکشی ہوتی۔ پس منظر
شہر تھا زراعتی کالج اسیت تو بالخصوص بہت
ہری بھری تھی آئین شیشم گول مہادر امانتاس
میں ان کا دھن تھا اور اب اے بگری دوست را
کے پرانے تداود درخت مدنظر تک پھیلے
بڑھنا پڑتا۔ اس سے انگریزی زبان کے
سامنے بھی پکھو دستگی پیدا ہوئی۔ حکیم لوسٹ
حسین خاں کا نیزگ خیال دیا گئم نارائن کا
زمانہ مولانا ناتا بخور بخیب آبادی کا“ ادبی
دنیا اور میاں بشر احمد کا“ ہمایوں“ ان کے
تازہ شمارے ایک مخصوص جگہ پر ہوتے۔

ہوئی کا دوسری شہری دنیا میں روز نما چوں کے
پکھ انعام بھی دیا چھپ کتابوں کی طرف سرشارا
دھرے ہوتے بڑے رکھر کھاؤ کا زمانہ تھا
میلان طبع دیکھ کر وہ خوش ہوتی بلکہ ہر صحت
مندانہ جوان کی حوصلہ افزائی کرتیں۔
بلکہ خرام کی کیفیت ہوئی انگریزی کے رسائل
فیروز پور میں اٹھو دس برس گزارنے کے
بعد بالا کل پور تبدیل ہو گئے۔ پھر ہری کے
انڈیا یاد رکھنے کے بیس انگریزی کی شدید بہت
ہو رہے۔ تیسرا دہائی کا لاٹل پور بہت مصفا
کم تھی مگر تصادیر کی اپنی دلکشی ہوتی۔ پس منظر
شہر تھا زراعتی کالج اسیت تو بالخصوص بہت
ہری بھری تھی آئین شیشم گول مہادر امانتاس
میں ان کا دھن تھا اور اب اے بگری دوست را
کے پرانے تداود درخت مدنظر تک پھیلے
بہادر داکٹر متھرا دا اس کا بھی ہو گاولے ڈاکٹر
ہو گرے مرد کو اس پر حرم کرنا چاہئے۔“

فیروز پور سی میاں عبدالمحی کے بڑے
حاجے کے ہاتھ میں سیما تھی انھوں نے
موریا کے ہزار و لہا اپریشی کے اور ملک بھر میں
نام پایا۔ کھدر کا کوتا اور پا جامہ سرہر کو بھی کپ
مہماں رہے تھے انھیں سب دق کا عارضہ
مر بجاں مرخ خدمت قلتی میں مستعد نہ
ہو۔ ملک بھر میں جاؤ پھر تھے ملک برسوں
تب خاک کے پردے انسان نسلکے رہیں
ڈاکٹر متھرا دا اس کو گوشت اور انڈے سے
بچے بلواب صحیح تو اسی فکر مند ہو جاتیں کہ اس
ملک برصغیر کے جوشیم بھوتک نہ بخ جسائیں۔
لودھیانہ لوث جانے کے بعد ان کا آخري
کارڈیاں صرف میر کا یہ شعر لکھا تھا
تک میر بھروسہ کی جلد خبر لے
کیا یا بھروسہ ہے بڑا غم سحری کا
ہوئے انھوں نے ابا کو ایک تصویر کارڈ
بچجا تھا جس کی پشت پر اکبر کا یہ شعر لکھا تھا
ہر گی اربی دبی سہی، مگر یکانگی کا بھر کا بھی تھا
تحدیا کی کاچ کھلے ہوئے اسراں دیکھنے دیز کاغذ پر
اعلیٰ تھی میں مصود غدر اخدا لخی اور فوج جسی
نظمی کی کتابیں مدرس مالی پکنے دیز کاغذ پر
مرغوب بخشی کی شائع کر دہ اقبال کی طلبی نظمیں
شکوہ جواب شکرہ شمع و شاعر خفر را۔ جب

تھیں پھر سخنے میں آیا کہ ان کی فاہش کے علاوہ
پڑھ کر تھا باد کھا۔ بودھی صاحب کے دستوں
لارام مجھے والے سے آیا تھا فریقین میں
مقدمہ بازی کی نوبت آجاتی۔ مگر با اود و چار
لگوں کے نیچ پچاڑ کے صلح کو وادی کھل کے
میداہی میں مندواہ سلامان طلبہ تے اجتماعی
بنگلکری کیکہ سرکاری ایجادیں شیوراللہ کی کوئی بھاد
عقب میں تھی خریقین کے مابین صلح کو وادی
میں ان کا دھن تھا اور اب اے بگری دوست را
ہبادرو ڈاکٹر متھرا دا اس کا بھی ہو گاولے ڈاکٹر
ہو سکے مرد کو اس پر حرم کرنا چاہئے۔“

فیروز پور سی میاں عبدالمحی کے بڑے
حاجے کے ہاتھ میں سیما تھی انھوں نے
موریا کے ہزار و لہا اپریشی کے اور ملک بھر میں
نام پایا۔ کھدر کا کوتا اور پا جامہ سرہر کو بھی کپ
مہماں رہے تھے انھیں سب دق کا عارضہ
مر بجاں مرخ خدمت قلتی میں مستعد نہ
ہو۔ ملک بھر میں جاؤ پھر تھے ملک برسوں
تب خاک کے پردے انسان نسلکے رہیں
ڈاکٹر متھرا دا اس کو گوشت اور انڈے سے
بچے بلواب صحیح تو اسی فکر مند ہو جاتیں کہ اس
ملک برصغیر کے جوشیم بھوتک نہ بخ جسائیں۔
لودھیانہ لوث جانے کے بعد ان کا آخري

کارڈیاں صرف میر کا یہ شعر لکھا تھا
تک میر بھروسہ کی جلد خبر لے
کیا یا بھروسہ ہے بڑا غم سحری کا
ہوئے انھوں نے ابا کو ایک تصویر کارڈ
بچجا تھا جس کی پشت پر اکبر کا یہ شعر لکھا تھا
ہر گی اربی دبی سہی، مگر یکانگی کا بھر کا بھی تھا
تحدیا کی کاچ کھلے ہوئے اسراں دیکھنے دیز کاغذ پر
اعلیٰ تھی میں مصود غدر اخدا لخی اور فوج جسی
نظمی کی کتابیں مدرس مالی پکنے دیز کاغذ پر
مرغوب بخشی کی شائع کر دہ اقبال کی طلبی نظمیں
شکوہ جواب شکرہ شمع و شاعر خفر را۔ جب

میں

مول عہد بیں ایک استھان تھا وہ تھا سال میں

وپر گپکار روڈ والے بنگلے کی سیر ٹھیاں پڑھ

کے وہ عین اس وقت آتا جب میں پڑھائی

قست پرشا کر دد سری طرف ڈل جبیل پر

میں مگن ہوتا۔ پونس ای موجود...“

اٹھکیدیاں کرتے ہوئے شکلے داد عیش

دینے والے سیاح اور ڈرگ رانگھاسن کی

میں جنپھلا احتما تو ای منع کرتیں کہ اسے

پکڑنے کہو اور پکڑنے والا دستیں

وہاں سے سلمانوفی

کے دھنپھلے

ایک گاہے یا ہنسیں بیٹھے گھر میں ہوتی ای

دو دھن مکھن کی دیکھ جمال کو بہت ایمت دیتی

تھیں جا فیس دہیا بلو کر خود مکھن نکاتیں لی

با قسم ہو جاتی مکھن کا سفید پیرانا شے

کی سیز پر آجاتا۔

ایک دفعہ محمود بیان کہنے لگا کہ اسکوں

کے رامنے میں کسی شام قریبی دوست

آدمیکے اور بہتے کہ آئس کریم پارٹی ہو جاۓ۔

آئس کریم بنانے والی شین گھر میں موجود

تھی محمود اندر جاتے اور بیان کے ساتھ

ایک طرف دیکھتے دب رافقوں میں دسوں

کی امداد ان کی فراش کا ذکر کرتے اور اڑھے

ہوئے دو دھن کا دیکھ بہرے جانے کی

اجازت مانگتے محمود کا کہنہ ہے کہ ایسے

انکار کجھی نہیں کیا تھا مگر کہا صبح مکھن کھماں

سے اکے گھایا دی کیسے بننے کا بس ایک

خفیف سی سکراپٹ بیوں پر کھیل جاتی سر کی

ہلکی سی جنش اجازت کی غازی کرتی اور بقول

محodus میں زندگانی کو دس سیر کا دیکھ اٹھا

یتا احباب مل کر شین کا سینڈل کھاتے

تمی شورہ گالتے اور وہ شام بیار خوری کی

نذر ہو جاتی۔

یاں افضل حسین مرحوم ابا کے دوست

اور ہم را ز تھے دنوں کوئی اہم کام ایک

دوسرے کے سورے کے بغیر کرتے پنجاب

یونورسی کے واں جاند ہونے سے

سیلہ دہ زراعتی کا بچ کے بزپل تھے۔ کام

کپڑا اول کر کی لگا کے بیجو گئے اور اسی

سے کہنے لگا

بقبی اپنے عزم دیں کہ آپ کو مر بیچا ہیں۔

بہنیں بخے ضرورت ہیں۔

ایسا کے بعد بڑے اعتمام سے سکھن نکاتیں

اپنی کم نسبی ہی کہہ سکتے ہیں۔

شدت جذبات سے مغلوب ہونا ان کی

مرثت میں نہ تھا بلکہ جذبات کو تاب میں رکھنا

بلیت کا خاصہ تھا۔ جنگ عظیم ختم ہوتے ہی

بچھے بر جانے کا حکم میوا۔ دراس فراز سوت

کپڑے خست لے کر میں گھر والوں کا لوداع

کہنے آیا وقت رخت ایسے اتنا کہا۔ اللہ

کے پڑھیرتے سے جاؤ اور واپس آؤ۔ میں

ایسا کہہ دیں مگر ای کسی طور نہیں مانیں۔

ابنی سادگی کے باوجود وہ خوب سمجھتی تھیں

کرنیک دل کو بے اور لگائی بھائی کرنے

ان کی زبانے سے نہیں نہیں۔ بلکہ اس ضمن میں کسی

والا کوں انھوں نے کبھی گروادٹ کے ساتھ

صبوغ شکر اور توکل ان کی کھنچی میں تحمل بھائی کا

ایک کورس پار میکا جانا ہوا تو عزمزاد بھیں

حد نہیں۔ بس میں ہوتا تو روک دیتیں درم

خاموش رہ کرنا پسندیدیگی کا اٹھا کر میں لذمہ

کی زندگی میں رب ذوالجلال کا اصل فرمائی ان

کے پیش نظر تھا۔

فَمَنْ يَعْمَلْ مِيقَاتٍ ذَرَّةً خَيْدَا إِيَّاهُ

وَمَنْ يَعْمَلْ مِيقَاتٍ ذَرَّةً شَرَّا إِيَّاهُ

ترجمہ: پس جو ذرہ برا بر زیکی کرتا ہے وہ اسی

کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ برا بر بدی کرتا ہے

وہ اس کو دیکھ لے گا (سرہ زلزال)

بچپن کی ایک یاد ای کی قرآن مجید کی

کے دل نکھنے کا وقت نہ تھا۔

ایک بچہ بونے کی اس شدت سے تامل

بڑی تقطیع کا ذر ان کو یہ کھا ہوتا وہ اس پر

جھکی ہوئی ہلکی مترب نہیں تھیں تلاوت کرتیں

کال میاں چار برس کے ہوں گے۔ وہ میز پر

ناداری اور نارسا کی تقدیر، مجبور و مکوم،

قست پرشا کر دد سری طرف ڈل جبیل پر

اٹھکیدیاں کرتے ہوئے شکلے داد عیش

دینے والے سیاح اور ڈرگ رانگھاسن کی

محافظداریاں کی فوج فلق موچ -

چاہک سواراں یک طرف ... سکیں گدا ہا

یک طرف نیسے یہ ری تھا دنا تعالیٰ فہم

تحا کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کامک کی خنک جاندنی

میں بہتا ہوا ابستی سے دوزنکل جاتا۔ ہر گیریں

نور بلند بام درختوں پر سے گردتا ہوا افغانے

بیطیاہ بھیجا ہو تا۔ سچی جاندنی کی اہشار شاخوں

اس کے ہر مند بھائیوں کی دیدہ ریزی جعلتی تھی۔

اہنی کی محنت کے طفیل خواہ رشم تباہ۔ لیکن

یہاں تن ڈھلنے سے کیلے جاتے تاریخی نصیب

کی چیستان کا حلڈ ڈھونڈنے نکلتا اور رات

گے گھر دا پس آتا۔ ہر اندر اندر اندھی اولگا

ہند اپانی درد جاتی دا

یاں لب پا یک ہی سوال تھا پونس ای موجود۔“

آغوش مادر میں چاند اسی سمجھی ہوئی انسان

تحاد را شارے کنے سے ایک نو خیز کو

بھجنے کی کوشش کی تھی کہ زندگی جسے شیر

ہی اپنیا یہ شوگنگ کرائی بھی ہے۔

اپنے خلط بیان کر کے ایسے کوئی رعایت طلب

کی تراپنی بربریت کے لیے مصلحت جھوٹ بولا۔

آنادی ملنے سے بادہ برس تبل ایک سیز

سی نگر میں بس ہوا تھا۔ ہفتے میں دباریک

مانگ دالا مدد الگاتا۔ پونس ای موجود پونس ای

موچوں پالیں بڑھانے کے لیے ملکیت جھوٹ بولا۔

آنادی ملنے سے بادہ برس تبل ایک سیز

کا نوں میں وہ اواد کو نجت سے تو مجھے دکھ ہوتا

ہے کہ میں نہ لے کبھی کچھ نہیں دیا تھا لیکے کی

باجات اس کی نیکوں سیال آنکھوں میں اتر

آئی تھی۔ پاؤں میں گھنے ہو گئے کسی کا احساس

ہوا۔ جگکا تی کو تھیوں اور تاریک جھوٹوں کے

دریان ایک اتحاد فلچ حائل تھی ایک طرف

تھا اگر ہم نے کوئی صفت نہ اپنائی تو اسے

ماعناء رضاخان مخدود۔

مارچ ۱۹۹۴ء

۱۳۲

ایش میں کم و میش دس رس ساری ان
کی سماں گردی خریفِ النفس، مخلص، دمن

کے پکے دہان گئے چنے لوگوں میں سے
حقِ جو سماں کے حقوق کی نجید اشت میں
بیش تر میں تھے۔

۳۹ میں یونیورسٹی کا فوکیشن ہوا تو میں بال
میں موجود تھا، پانسلر کی بیشیت سے تقریب
کی صدارت انگریز گورنر کو زکرنا تھی مگر آخر

وقت میں ایڈی نے رپورٹ دی کہ

اس پر بہت سچنے کا خطا بے گور نز

نے شرکت کا ارادہ منسوخ کر دیا اور حکم دیا کہ

اس کے سچلے والیں پانسلر صدارت کو میں

اس پر وقار تقریب میں میاں صاحب مرعوم

بری ساہ کاڑی میں یونیورسٹی بال پنچے تو

مرغ فراز کر دیا میں بلوں طرے والے

اردیو لئے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھول

مالیں داخل ہوئے تو قیطان آنکھوں

ہر سچے والیں پر میاں عبدالمحیی دزیر تعلیم

اعداد ستر دوزرا موجود تھے چودھری سر

چھوڑ رام ناک بر سکھی نہیں بیٹھنے میتے تھے

وہ بادل خواست کری سے آؤتے اٹھے میسے

میاں صاحب کے لیے اتحداً انھیں سنت

ناگوار گزر دہا ہے میں نے آنکھوں دیکھا مال

ایک کوستنیا تو انھوں نے بے ساختہ کہا

الدرالی سی عزت سب کو غیب کرے؟

الدرالدر کیا پاک ہستیاں تھیں، حسد

کاڑ کیا ارشک کا بھی شایہ نہ تھا۔

اہمابد و مدنی عنوان

ای اور ابا کی رفاقت خوب تھی، ایک بھر خار
نمایہ میں ارتا ہوا سمندر کا درزار زیست میں
کر بنائیں، پیر سنبھلنے لگیں تو ای کی پا تو بلیا
آگئیں امی نے تینی چار بیان کی طرف پھنسک
دنیا پر چاہانے والا زنیق سفر، ملیم الطبع
کم گو، کم سخن بہت پوچھاتے ہوئے بھی
ماموش نہیں تھے الفاظ میں پر کھو کے بات
کو نا ساختہ ہی مخاطب کو پر کھو دینا، پچھائی اور
سمت مند بھی نہ تھے، پھر بیلوں سے پیار کا قصہ
سنایا۔ فیروز پور میں دو نوں بیٹھے مغرب
کے وقت سخن میں کھیل رہے تھے تقریب، ہی
چنیلی کے بوئے تھے اتفاقاً میری انفلو ہری
تودیکھا کر ایک سانپ بیکوں کی طرف بلند
می کو شش کوتا ہے اور بھی پنج ماڑ کے
پچھے ہیادیتی ہے ملازم کو بلوا کو سانپ مردا
دیا، بھگو یا مشکل کے وقت ایک بیانے بچوں
کی حفاظت کی اور امی نے حضرت ابو ہریرہؓ نے
کی سنت کو اپنا کر بلیاں پالنی شروع کر دیں۔
ماں کی امانتی کیا چیز ہوتی ہے۔

کو بھی کم سوتے بخط لکھو اہبے ہیں، بیٹگ
گفتگو کا ایک نوع گھر بلو اخراجات کا ہوتا
کا بینڈا دیکھا ہے ہیں لوگوں کے سائل
کر خرچ پہت ہو رہا ہے، اخچا جاب دیتیں،
کام طازہ مولے کے پرہد کر رہے ہیں اسی
ڈھکا چھا تو ہے نہیں،

اعلب یہ ہے کہ بات کبھی بخوبی کرنے
کا سنبھالنا، ابا کھانا کمرے میں مٹکو اتے تو
یعنی سینت کر باہر بھجوادیتیں، لوکی کارایتہ
پوئیں کی چینی، نو سکم کا پھل، بھر بیز کی خود
شامل مال رہا، تکی تر شی ہمتے نہیں دیکھی،
کتر پیونت کی نوبت بھی کم آئی، مگر آزادی

ای کی جیشیت ایک ہر سے بھرے پر سکون
بجزیرے کی تھی، بھری ہوئی ہمہیں کنارے
سے مکرا کر دوست بھائیں زندگی کے معنوں
میں فرق نہ کرتا، ابادماق کرنے سے نہ بچ کے
کہاں تھی۔

صبح و شام الباکے ملاقاتیوں کا سانتا بندھا
رہتا، حاجت مند تعلقات بھلنے والے
عزم زدا فارب دوست احباب پر لئے ساتھی
بھرا بھرا ہر رونق گھر اباکے امداد جانے سے
بے دفعی ہو گیا، وہ بزم بڑھ ہو گئی، وہ بجن
ا بجن نہ رہی۔

زندگی کے عارج طور کرنے ہوئے اپنے
بڑھ کر ہے، کھا کے لیے چاٹے، کوئی کھانے
پر دھوکہ ہے تو کسی کی تواضع شامی کباب سے
کی جا رہی ہے، خاص طور پر عیدِ بین پر اجتماع
ہندستان میں مجلس آئین سازی کو دیکھنے پہنچا
دیدی ہوتا۔ میلے کا سامان ہوتا، عورت
گھر کا زیور ہے، خاندان کی عزت ہے بنوہر
کا آبرو ہے، تواضع اور بہان نوازی میں ابا کا
نام روشن کرنے میں امی کا کتنا بام تھوڑا، ایسا
کے احباب ان کا دام دیا ہوا پڑا، اور جید آبادی
زین پر نہیں تکھے، بولا بھی ہے کہ اعلیٰ عہدہ
میاں پائے اور رعنوت بیگم کی چال ڈھال
مرعوم کی زمانے میں فیروز پور میں سول جج تھے
رسوں بعد لا ہو رسوں انھوں نے کمی بار بھوے
کیا تھا ری ای جو کھیر بنا تھیں دھبے نظر
بیز تھی، اور یہاں نہ ساتھ کی تمنا نہ ملے
ریت ہے خدا جانے ای عالی ظرفی کے کسی
کی پردازی ایک لگن تھی، فرضی کی ادائی۔

قائم پر تھیں کہ کوئی چیز اڑانداز نہ ہوئی۔ ان
کی وفات پر ایک عزیز نے کہا تھا، میسا اس
ہر روز نے تھا جیسا کہ دارِ تصنیع سے باک تھا
روزدہ کھا جب بیا ہی آئی تھیں آگزدم تک
تک نہ تھا جیسا کہ دارِ تصنیع سے باک تھا
در ساری پایا ان کے رویے میں سرو فرق نہ دکھا،
یہ بات اکتا بیا شوری نہیں فطری تھی۔

کنھات خود بخود کر قیمتے لائکی خانبدی
LIFE IS TO GIVE
یہ سبق میں نے اپنی آیا یہ سیکھا تھا، جلی
دھلامی نورانی شکل سرگردھا کی رہتے والی یہ
عورت تھیں میں بڑی باوقاہ معلوم ہوتی تھی وہ
بڑھی کھی نہ تھی مگر بربات دھاری کیسے شروع
کرتی صوم دھلہ کی پابند اکام کا ج میں مستعد
اپنا کوئی بچہ نہ تھا، اسی لیے خاوند نے دوسری
شاری کو کیا تھی، ہر ماہ دہ اپنی تھوڑا سو کو کو
نے آئی سوتھے بچوں کے لیے بھرے تھے
اس کے سوا ان بچاڑوں کے باس بھی کھلنے
کے لیے کچھ نہیں، امی کی زندگی بھی اس متوالے
کی علیٰ غیر تھی۔

ہر شخص کو اپنی مالبے شل نظر آقہ ہرگی
سیری امی تو تھیں بحابے مثل اس پاکیزہ ماں کو
کہ درت پھونک نہیں گیا تھا حسد، بعض اور
کہنے ایے لفظوں سے دہ کر سماں آشنا تھیں
وہ اسم باکی تھیں زندگی بھر انھوں نے سلطانی
کی طرح رائج کیا مگر ان کی زبان سے ملے کھوئی
ہیکل باتیں نہیں سکنے کی حرکت میں تھوت کی
جلد نظر آئی، جگ کی جملائی بانگ کو انھوں نے
اپنے بچوں کی جملائی پاہی کر اس زمانے کی
رست تھی۔

بھیج بات تھا کہ انھوں نے کبھی گلہ نہیں کیا

تھا، اتنی دیر سے مجھے ملے نہیں اسے باخت

نہیں کیا، فون تک نہیں کیا رخصت، ہوتے

وقت اتنا مزدود کہہ دیں، اتنی جلدی بھروسہ اکرے

یہ بات اکتا بیا شوری نہیں فطری تھی۔

ہنگامہ ہے رستا نیز کے اس سمندر میں

مارچ ۱۹۹۶ء

کرتی تھی اب پہنچا ذات میں تحلیل ہو رہی تھی۔
جل جلد نظر آتے رہے۔ اپنی ذات کے لئے
کوئی خواستات نہیں سب تمناً میں ساری
دعاً میں بچوں کے لئے توف ہونے کو رہ گئی تھیں۔
حکومت کی طرف سے مجھے خطاب مل تو میں
کافی میں تھا اور وہ لاکل پور میں اخبار میں نہ
دیکھ کر عنزہ دا قارب دوست اجابت بار کہا
کے لیے آنے لگے تو جائی سے پوچھنے لگیں
بیرونی تھے دوگ اربے جی پس بتاؤ یر کو کی
اچھی بیزہ بڑتی ہے؟ ایسے ماحول میں اتنی
سادہ ولی!

کیوں باہم بناتے ہیں میں دعاً نگتی ہوں
کہ اپنی بہوؤں کو میں ایسی بھی نظر آؤں
جیسی بی بی مجھے نظر آتی میں وساں کے لیے
کوئیں تو سانس پھول جاتا آنتاب شام کو اذان
ہو سکتا تھا سہ
غروب مل پکا تھا دھلتے سایوں تسلی زیست
خوب تر تھا صبح کرنے سے بھی تیراسفر
کی ریگ روایا ایک نقطے پر آکے رکنے کو تھی
بیماری کے دروان سلام کے لیے لاہور سے
مگر دبستے سورج کی کرنوں سے اقی ماندہ ذر
بانا ہوتا وہ بستر پر لشی ہر عین میں بے پاؤں
اب بھی جگ کارہے تھے سب لیے وہی مالک
دہی شفقت اس عالت میں بھی اپنی تکلیف
کے متعلق حرف شکایت لب پر نہ آیا جب بھی
طیعت کے متعلق بوجھا ہمیشہ ایک ہی جواب
ملتا۔ شکر ہے اب بہتر ہوں۔ اسی دنوں بھی
قرآن کریم سے شفقت برقرار رہا۔ ہنسٹے میں ایک
دوبار ایک خوبصورت قرات کرنے والی
ماناظہ کو بلہ بھیجنیں اور اسے قرات کیلے
چند برس پہلے بوجھا ہمیشہ ایک ہی جواب
ایک ادبی انعام ملا تھا لاکل پور جاتا ہوا تو اس نے
ایسی کے ساتھ لاؤ کیا۔ ایک کتاب تھنخ پر
بمحض دس ہزار روپے کا انعام ملا ہے؟ ایک
دلفریب سکایت ان کے چہرے پر جیل

گئی۔ سچھی سے سجدہ کے لیقینی کے انداز
میں کہنے لگیں۔ وہ اس اسماں افغانستان کے
یقینی والوں سے پوچھ لیتیں۔ میں نے مغرب
کی نماز پڑھی ہے؟ پھرے ساختہ ہنسی دیتیں
یاد ہی ہنسی رہتا کہ نماز ادا کی ہے یا ہنسی؟
کہم ہونے لگی۔ پھر بھی فارغ نہیں تھیں کہی سلائی
کی شنیں چلنے لگیں۔ بھی سنا پر دنلے بیٹھیں
پکرے سنت لیے یا کوئی رسالہ انجایل اُخزر
میں تہذیب نسوان اور عصمت کی بگڑ انجار
خاتمیں نہ لے لی تھی۔ عرب روایا کے رجھتے ہوئے
سائے اپنی تیمت وصول کر رہے تھے۔ ایک
طبی عمل جاری تھا۔ وہ جوشی سوزان کی طرح ہمارے
لیے بھلکتی تھی تو مالے نیم شب میں آیا۔ یاد

یہ سب کچھ سیکر جوں کا حصہ ہے۔
گھر بڑاں لمحوں کی خوش رنگ سلیاں میں نے
یادوں کے جال میں محفوظاً کر لی ہیں اور دیدار
دوست کی دولت بھی۔ میں وہ روئے نہیں
مکنار پس塘 کی بھج طراوت اور تازگی کی تصویر تھا،
مختار فرقان کتنا مقدس ہے۔ مانے لوگ

بے بنی ایسے گفتگو یا لے بالوں میں سپیدی
نیا بال ہو چلی تھی۔ پر نور پر پر سے شعائیں
کے گود گھوم رہا تھا۔ نصف صدی کی غربت اور
ایک بھی سکھی تھیں۔ مسکرا تین تو ماٹھے کی لکیر میں
کافور ہر جاتیں جیسے نور کا باریک سا آپنے
اوڑھ لیا ہو وہ تصوری دل پر نقش ہے۔

انتقال سے چند ہفتے قبل ان سے رخصت
ایہ تن میرا چخماں ہو دیں مرشد دکھنے رہا ہے
ہوتے وقت ایک در تباہ احسس ہوا کہ شاید
یہ آخری ملاقات ہو۔ یہ روکے تباہ میں چرچی
دیکھوں گا؟ آخری ملاقات یک طرف تھی۔ وہ ہوشی
میں رسیدہ ہونے کی ایک علمت یاد داشت
کا جزوی طور پر بخوبی ہو جاتا ہے۔ بچا سب رس
و جملائی اور ایک لمحہ کے لیے تیر کو کھکھی۔
بک رو جان چول بوسے گل رہا کو نہ مخل ہا۔
بچپن سے جفا فی اور شباب سے بزرگی تک
احدت کتاب حیات کا ایک ایک درق کھنگ کا لام
کی کوئی بات سنا ہیں۔ ابا کمپلے پہل دہیں
لازمت ملی تھی۔

خاوند کا عوام دیکھا بخوبی کی خوشیاں دیکھیں
غم کے چرکے ہے۔ ہر بار دلاؤ ریز تھا۔ ہر صفحے میں
اخلاص کی بو باس تھی۔ ہر حرف قند کر کا مزہ دیتا
تھا۔ اینے لگے تھے، وہاں غربت بہت تھی ایک
روز میں نے پوچھا لوگ میں کیوں کر دیتے ہستے
ہیں؟ کسی نے بتایا کہ زیبی میں سے مو نگ پھلی
نکالتے ہیں اسی پر گزرا وفات ہے۔ انھیں گندم
سنلنے کے لئے کہتے جو انھیں یاد تھے۔

سرانہ باغیں بدل بولے۔ سدانہ باغ بہاراں
سدانہ راجہ راج کریں۔ سدانہ نگتی یاراں
تماہیں اب املازم تھے۔
ہاں تمہارے بالکے ساتھ میں دہاں گئی
تھی ایک شفیعی کو دہاں دیکھا جس کی دو نوں
تحاچا جاں کی مادثے میں کٹ کی تھیں وہ درد

تاجر بھائی آخر کب کے
دوقضو در جہاں رسم منم گرجی شہاد
عشق فریب کیا دہ جان ایڈ دار اقبال
ای کاس تصویر پر امداد وقت کی پڑھائیں
ہیکے اس دور کی یاد کا بے جب بیڑھوئی

کی طرح سرخ بیانے میں پیٹی پٹائی دہ دادی اماں
کے پاس بیٹھی ہوتیں۔ لئے والی عورتیں پوچھیں
خیرے یہ محبوب الجی کی دہنی ہے؟ دادی اماں
انہات میں سریاد تینیں اور نظر پر کے ڈرستے اپنی
کو اندر جانے کے لیے کہتیں انھیں گوارانہ تھا کہ
ای کو کوئی آنکھ بھر کے دیکھے۔ شادی کے بعد
اب انگلستان چل گئے اسی کا آدم حادثت سرمال
اور آدھا یہی میں گزرتا۔ نانا بابا ملک تار میں
ظاذم تھے وہ تریں کام کر رہے تھے کا دردی نے
آکر باما کی آمد کی اطلاع دی۔ بڑوہ بنا تھی آئے نیں۔
ایسے سوہنے نیم علوم ہندے میں:
یہ تھا ایک طول رفتات کا نقطہ آغاز ہے
نصف صدی پر بھیط ہونا تھا۔ یہ بے کہی سے
پر تریکی تصور فاعد گیر ہے۔ یہیں کہے
شاریہ ای کو علم نہ تھا کہ ان میں کسی طفیل موجود
ہے۔ زنگ کے معاملے میں وہ بڑی انسانست اپنے
تھیں انھیں بکرے زنگ رنگوں تھے بکرے بکھے
زنگ جیسے تو سفر تھے میں رنگوں کے کنارے
زنگ جیسے تو سفر تھا راز کا مزار بھی طبرگہ میں

اوہ حضرت گیسو درا ز کا مزار بھی طبرگہ میں
سدانہ باغیں بدل بولے۔ سدانہ باغ بہاراں
سدانہ راجہ راج کریں۔ سدانہ نگتی یاراں
موضع پر تین خوش المان بچے تجویہ کے تحت سورہ
رحمان کی تلاوت کر رہے تھے فی ایچ ای ای ای ای
مکر تھی، کہا۔ ہنگ بازگشت فنا میں گوئی

رہی تھی سامعین پر رقت طاری تھی بادلوں کی اُٹ
سی تو س فرح کے پیارے رنگ قضاۓ

بیٹا میں بھر گئے تھے ایسے میں ان کی روح کس
تدریشاً و کام ہوئی ہو گی ہے ہر اک مکان کو ہے
میں سے شرف اسد۔ ایسے امحوجلنے سے آبائی
گھر اس ہو گیا درود یوار پر عالم مجبوی کی جگہ
رخصت ہوتی ہوئی زرد ہوپنے لے لی۔

راتوں رات درد یوار کے منی بدل گئے اشاتولہز
کا گھر نہ سُنگ کا بنا رہ گیا باب کوئی میری
راہ نہ سکے لا کوئی نہ کے گا۔ ایسی بھی کی جلدی
ہے دچار روز تو اور ک جاؤ۔

اب وہ جو ب آذ کمال ستول گاہ جا کا نوں
میں رس گھوٹی تھی اور وہ دعا ایں جن کی نعمتی روح
کے تاریخ چڑھتی تھی اپنے خالی ہاتھوں کی طرف نظر
اٹھ گئی تھوڑی تھی بھی ہر لے میکن جو کھو یا تھا
ہالے میں یا تھا ایسی سچی تھیں۔ سدا نہ با غصیں
بلبل بوسے سدا نہ باغ بہاراں۔

مال باب کے تربے سے انسان کا جی نہیں
بھرتا اب بندھی خارا توں میں یاد دل کے مکون
جل نیتے میں۔ پھلے پھر کے سنائے میں بے نام
خیال ذہن کے خرنے میں پھل پھر ترے میں وہ دن
گورے کے جب پرندوں کے مدھم سرچ کا ذب کی
جبرتے تھے اور پوچھنے سے پہلے نغمے کا دھارا
بھوتتا تھا باب چاروں اور خاموشی اور ادا اسی سے
ضروэр اک احمداء ہو گی۔

جب کبھی بادل گھر کئے رس اور اپنے لانبے
سیدوں سے ستانہ وار جوستے رس اور ہر اک خنکی

ماہنامہ رضوان سعفان

راحت کا پیام لاتی ہے تو میرا تعینِ حکم ہو جاتا
ہے کہ ربِ کرم کے حضور ای کا محظوظ نیاز قبول ہوا
صورتِ اختیار کر گیا ہے، وہ مسکانتا ہو اچھہ نہی
ہو گا اور جرسِ رسیل کے انھیں ابدی راحت
ہر لحظہ سیئے رنگ ہے گردد غبار کی کثیف تہیں
کی فویلی ہی ہو گی۔

فلیاد ایت الناس شد و ارحالهم۔ ای
بحرك الطائی ایت بجرتی
مجبری من دیکھا کر لو گوئے ادنیوں پر
گوم جاتی ہے جہاں برسوں بسرار ہاتھا خنده زدن
نکرے آزاد ایاں بآپ کی قربت میں زماں و مکان
کی زنجیریں پچھل جاتی تھیں یہ بھی یاد نہ رہتا کہ پسے
زخار کا رخ یا ہے تو میں بھی گھر لے کو آن بیچا؟
بچے جوان ہو رہے ہی اور آتشدان کے گرد حلقو
باندھ کے وہ یوں ہی میتھے ہیں جیسے کبھی ہم
یعنیقہ کاں میں کیا پڑا کہ اک لذش خپی بدی میں
دو ڈگی واقعی وہ اک جنت گم گشته تھی... بگ
گم گشته کیوں وہ جنت تو ہر دم آباد ہے ہر آن
ایب بچوں کے ساتھ ہم اپنی بنت بسا کے
ہوئے ہیں۔ چند روز ہوئے لا ہوئے میں رہنے
والے ہیں جھائی ہمارے ہاں اکٹھے ہو گئے تھے
یگا۔ جھوپی میں تھیں بھی ہر لے میکن جو کھو یا تھا
اسے کہیں زیادہ پایا۔ بھی عزیز دل کی الفت
نقش بر آب ثابت ہو یا بھی دوستی کا دیا آندھی
کی زردیں آیا، مگر ماں کی بے لوت محبت بے مہری
دنوں کی بوباس تھیں جیسے سپنوں کے جزیرے
تھے روڑو شب کی مقدار سا عینیں ہمہ نہ ہاتھوں
میں با تحدی طے کی تھیں۔ پرانی یادوں عور کرائیں
ہی چھوپی چھوپی باتیں بچپن کی حاتیں، اس
زمانے کے مذاق، گزرے لمほوں کو آواز میں
محض ذار کھا تھا خود غرمنی خود تائی اور زگست
کا آئینہ کھانے کے لیے زندگی سامنے
رس میں ڈوب گئیں بہر دن کے سوتے ابل
پڑے کئے ہی خوش رنگ بچوں دا من میں
یہ احساس کرائی کی جدا ای عارضی ہے اور
میری لنز شوں کے باوجود رب کریم مجھے دید

آگرے محمودیاں موڑیں تھے۔ ۱۵ اسی
باقی ص ۳۲۷)

۳۰

صلی مسکنِ علی مول

کے تائی و نخت کو عیسائیوں کے تقدیموں
بڑا لئے کے بجاے بہادر اور غور مسلمانوں
کا ساروں را اختیار کرے لیکن وہاں کو شش
میں کامیاب ترہ سکاندِ اندلس کی حکومت پر
تفصیل کرتے ہی عیسائیوں نے اموی خاندان
کے ازاد کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر
دیا ایں میں سے جو زندہ بچے کے انھیں بسرا
عیسائی بنائیں گیا شہزادہ محمد کو بھی مجبوراً
عیسائی بنائیں کو اس کا نام فتوحی خاندان و رکھا
گیلاندِ اندلس کی خوبصورت اور عالی شان سا بجد
کو گر بیوں میں بدل دیا گیا اور ہر طریقے میں
قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا گیا
سرز میں اندلس کے اس خونی انقلاب کے
وقت آئینہ کی عورتیں برس کی تھیں عیسائیوں
نے نہ صرف یہ کہ اس کے باپ کو قتل دے سے
تبہ ملی نہ ہب پر مجبور کیا بلکہ آئینہ کو بھی
اس سے چین لیا انھوں نے آئینہ کو ایک
عیسائی تریستی مرکز میں رکھا اور اس کا نام اسے
رکھ دیا تاکہ جب وہ ہوشی سنبھالے تو
اسے یہ احسان تک نہ ہو کو وہ کسی مسلمان
گھر نے کی بھی ہے وہ جب دس سال کی
ہوئی ترے ایک شش اسکول میں داخل
کر دیا گیا آئینہ ان سیکڑوں چھوپی چھوپی
مسلمان بچوں میں سے تھی جبھیں ان کے
والدین سے زبردستی چھین کر عیسائیت کی
خاندان اموی کی بہادر اور تعالیٰ فخر خاتون
کے بعد مسلمان سلطنت اندرونی انتراق د
آئینہ کے باپ شہزادہ محمد بن ایسے نے آخری
امتشار کا شکار ہو چکی تھی۔ اس دور میں
ہوئی تو ایں اپنامانی قطعاً یاد نہ رہے
ابو عبد اللہ اندلس کے تخت پر مستکن تھا۔

ز میں ہے پانیہ کی عظیم اتفاقیات کا
مرکز ہے اس سر زمین پر مسلمانوں کی علیت
شہروں پر آہستہ آہستہ نہایت منظم طریقے سے
سلطوں کے تھبندے کی سو سال تک ہر لئے
رہے اس کے ذرہ ذرہ میں آج بھی مسلمان
مکرانوں کی علیتوں کے چراغ جملاتے ہیں
اوی عبد العزیز میں سیکڑوں سال پہلے ایک
اسی پانیہ میں سیکڑوں کا تاریخ کے
ایسا خونی ڈرامہ کھلا گیا جس کا تاریخ کے
صفحات میں ذکر آج بھی ایک بہادر مسلمان
خاتون کے کردار کی زندہ تصویر کی حیثیت رکھتا
ہے۔ یہ بہادر اور عفت کا خاتون اموی
ہپانوی مسلمانوں پر بجد و نشاد اور ظلم کا
خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔

امینہ اسی دور میں پیدا ہوئی جب پانیہ
گھنائے سلے آج بھی تاریخ کے صفحات
میں مسلمانوں کی حکومت اور علیت کا انتاب
گھنائے چکا تھا اور ملک پر کئی مددیاں گزرنے
کے بعد مسلمان اس سلطنت اندرونی انتراق د
آئینہ کے باپ شہزادہ محمد بن ایسے نے آخری
امتشار کا شکار ہو چکی تھی۔ اس دور میں
ہوئی تو ایں اپنامانی قطعاً یاد نہ رہے
ابو عبد اللہ اندلس کے تخت پر مستکن تھا۔

خاندان اموی کی بہادر اور تعالیٰ فخر خاتون
آئینہ کے باپ شہزادہ محمد بن ایسے نے آخری
امتشار کا شکار ہو چکی تھی۔ اس دور میں
ہوئی تو ایں اپنامانی قطعاً یاد نہ رہے
ابو عبد اللہ اندلس کے تخت پر مستکن تھا۔

کو شہری میں قید ہوں گورنر جان الوریز میری
عزت و ناموس پر ڈا کہ ڈالنے کے درپے
ہے مجھے بھالنے کے سلاسلہ کی تمام کوششوں
ناکام ہونے کے بعد اب وہ جبر و تشدید پر
اڑا یا ہے۔ اب میسر سلنے اپنی عزت
و عصمت پچلنے کا یہی راستہ ہے کہ میں کسی
نر کی طرح اس محل سے سکل خاؤں میں نے
کو شہری کی عقبی دیوار میں ایک سوراخ بنایا
ہے۔ آج رات کو یہ سوراخ کشادہ ہو جائے گا
اگر آپ میسر بھاگنے کے لیے رات کے
پچھلے پھر محل کی پہلی دیوار کے قریب پہنچ جائیں
تو میں اس ذیل ماحول سے تعصیات حاصل
کر سکتی ہوں۔ یعقوب نو عدہ کیا کردہ رات
کو مقررہ جگہ پر پہنچ جائے گا جلتے وقت
وہ اپنا خجرا شہزادی کو دے گیا تاکہ دھر
کی مشکل میں بچپن جائے تو اپنی حفاظت
کو کر سکے۔

پہنچ گیا جہاں شہزادی آمینہ قید تھی۔ لیکن
پہرے سردار نے اسے شہزادی کے ملاقات
کی اجازت دینے کے انکار کر دیا تاہم یعقوب
نے پہرے دارکو بھاری رشوت دی اور
شہزادی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے جب
لے بتایا کہ وہ اس کے باپ کا دوست ہے
تو شہزادی نے اس کی سید عزت کی۔ یعقوب
نے جب اسے اس کے باپ کے شہید
ہونے کی تفصیلات بتائیں تو شہزادی نے
آبدیدہ ہوتے ہوئے کہا کہ اگر چہ میں
ردمیں کیتھوں ک عیسائی ہوں لیکن نہ جانے
کیوں میسر ذہن میں بار بار یہ خواہش
پیدا ہوتی تھی کہ میں اس تنگ و تاریک
کو شہری سے بھاگ کر باغیوں کی امداد کروں۔
یعقوب نے سرد آہ بھر کر کہا۔ میٹی! تم
عیسائی نہیں ہو۔ تم خاندان اموی کی مسلمان
شہزادی ہو۔ اور تمھارا نام اسیل نہیں آئینہ

کے تنگ آکر ہپانیہ کے ہہاڑی علاقے کے
مسلمانوں نے حکومت کے خلاف بغاوت
کر دی۔ اس بغاوت کے دوران میں مسلمانوں
کی غالب اکثریت جنپیں جبرا عیسائی بنایا
گیا تھا وہ بھی با غیول سے بالے۔ ان میں آئینے
خانوں کے والد شہزادہ محمد بھی شامل تھے۔
یہ بغاوت کوئی تین ماہ تک جاری رہی عیسائی
فوجوں نے با غیول کو شکست دینے کے بعد
پزار دل افراد کو شہید کر دیا ان کے لئے تو
نذر آتش کر دیا گیا اور عورتوں بچوں کو اغوا
کر لیا گیا۔ شہزادہ محمد مردانہ وار لڑتے ہوئے
شہید ہو گئے اور ہپانوی سپاہیوں نے
ان کا سرنیزہ پر لکھ کر اپنے پہر سالار کے
پاس بھیج دیا۔ شہزادہ محمد کے ایک دوست
یعقوب (جس کے متعلق بعض تاریخ دانوں
ذی یہ لکھا تھا کہ وہ غیر مسلم تھا) کو جب اس
کا علا سوات اسے بھجوکھ سے

صورت حال کا علم ہوا تو اسے بیحدہ دکھ ہوا
یعقوب کو شہزادی آمینہ کے انعوا، جبرا
عیاں کی بنانے اور قصر الحمرا میں قید ہونے
کے تمام حالات کا علم تھا وہ اس بات کو بھی
جانتا تھا کہ ہپانیہ کے پہاڑی علاقوں کے
مسلمانوں کی بغاوت شہزادہ محمد کی کوششوں
کی کافی تھی۔ اس نے کافی سوچ بچارے
بعد شہزادی آمینہ کو اصل صورت حال سے
آگاہ کرنے کا فیصلہ کیا۔
ایک تاریک رات کو وہ کسی نہ کسی طرح
قصر الحمرا، مس دا خل ہو گا اور اس تک
شہزادی ہو۔ اور بھار انام اسیلہ ہمیں آئینہ
ہے بھارے والد کا نام شہزادہ محمد تھا جسے
جبرا عیسایی بنایا گیا تھا تھیں۔ چین ہی میں
انعوا کر کے گر جے میں داخل کر دیا گی تھا
تاک تھیں یہ احساس تک نہ ہو کہ تم مسلمان
ہو۔ شہزادی آمینہ کو جب اصل صورت حال
کا علم ہوا تو اسے بے حد دکھ ہوا کہ اس کا
آبائی مذہب تک اس سے چین یا گیا۔
اس نے یعقوب سے کہا۔ آپ سیرے
والد کے دوست ہیں۔ میں آپ سے کوئی
بات چھپانا نہیں چاہتی۔ جب سے میں اس

بہادری اور شجاعت کے باعث عیسائی حکام کو خاصی تشویش لا جی ہوئی وہ شہزادی کو جلد از جلد اندرس سے کسی اور جگہ مستغل کرنا پڑا ہے تو کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس کا باپ بھی اس شہر میں موجود ہے اور اس کی مداخلت سے کسی بھی وقت صورت حال نرا ب ہو سکتی ہے اس کے علاوہ یہ بھی ہمیں چاہتے تھے کہ شہزادی کو اس بات کا علم ہو جائے کہ وہ مسلمان ہے اور اندرس کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہے دوسری طرف الحرار کا عیسائی گورنر جان الدویز شہزادی کے حسن و جمال پر فریفته ہو گیا اس نے اندر ہی اندر یہ کوششی شروع کر دی کہ شہزادی آئینہ اگر ملکہ کی کیز بننا پسند نہیں کوئی قی تو وہ داشتہ کی حیثیت سے اس کے محل میں آنا چیت سے رہے یہ خوش تیبی ہم سب میں سے ابیلہ کے حصے میں آئی ہے اور ہم سب اے بار کبا دبیش کرتے رہیں یہ الفاظ آئینہ پر ایک بھلی کی طرح گئے اس کی شاہی غیرت جوش میں آگئی اور اس نے تربہ کر کھا۔ اپ غلط کرتے ہیں کوئی انسان دوسرے انسان کا غلام بننا پسند نہیں کرتا۔ میں ملکہ کی کیز بننے پر ہوت کو تربیح دوں گے آئینہ کے ان الفاظ سے پورے اندلس میں زلزلہ آگیا عیسایوں کا خجال تھا کر انھوں نے آئینہ کو ۲۵ سال تک رومن کیتھولک گربے میں رکھ کر اس کے یہنے سے اس شیع کو بھادیا ہے جو اسلام کی مقدس تعلیمات سے ہر مسلمان کے دل میں روشن ہو جاتی ہے اور وہ اپ کو عیسائی کی سمجھیں آئینہ نے ابیلہ کے نام سے تمام بچپن ایک رومن کیتھولک گربے میں گوارا اور وہ میں جوان ہوئی اس کا تمام ماحول اگرچہ عیسائیت میں ڈوبا ہوا تھا اور اسی ماحول میں اس نے شور کی دادیوں میں قدم رکھا تھا لیکن اس کے باوجود اس غیور شہزادی کی رگوں میں دُڑز دلے اموی خاندان کے خون کی حدت ختم نہ ہو سکی گر جا کے ماحول میں بھی اس کے طور طریقے دہی تھے جو شاہی خاندان کی ایک شہزادی کے ہونے چاہیں عیسائی ایڈولنے جب یہ محسوس کیا کہ وہ طویل تربیت کے باوجود شہزادی آئینہ کے خاندانی رجحانات کو ختم نہیں کر سکے تو وہ سجن ہو گے انہوں نے شہزادی کی انا نیت اور

صلحیتوں پر ایک اور کاری ضرب لگانے کا
فیصلہ کیا۔ کافی سوچ و بچمار کے بعد شہزادی
کو ہپانیہ کی عیسائی ملکہ کے حضور کنیز کے
طور پر بیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔
دو من کی تھوڑک گربت کے ٹرے پادری
نے صحی کی دعائے فارغ ہونے کے بعد
ایک روز ٹرے ڈرامائی انداز میں اعلان
کیا۔

”آج میں آپ کو ایک خوشخبری سنانا
چاہتا ہوں کہ کسی عیسائی لڑکی کے لیے اس
سے بڑھ کر اور کوئی خوش نصیبی نہیں ہو سکتی کہ
وہ ملکہ عالیہ کے حضور ایک ادقیٰ کنیز کی
بننے پر مجبور نہیں کر سکتے۔“ آیینہ خاتون کی اس

پسند کو لئے ظاہر ہے کہ جو غیور خاتون کنیز بننا
پسند نہیں کر سکتی وہ ایک داشتہ کی ذمیل
ذندگی کو کیسے گوارا کر سکتی تھی؟

شہزادی آیینہ نے پوری بڑاں اور
بیباکی سے گورنر جان الورز کی کوششوں
کو سمجھی ناکام بنادیا۔ عیسائی حکما نوں نے
تینگ آکھا سے قصر الحمرا کے ایک کمرے
میں بند کر دیا اور باہر کڑا پھرہ بتحادیا گیا۔
ان لوگوں کا خیال تھا کہ شاید نظر بندی اور
شدید نہایتی کی اذیت سے مجبور ہو کر شہزادی
ان کی بات مان لے گی۔

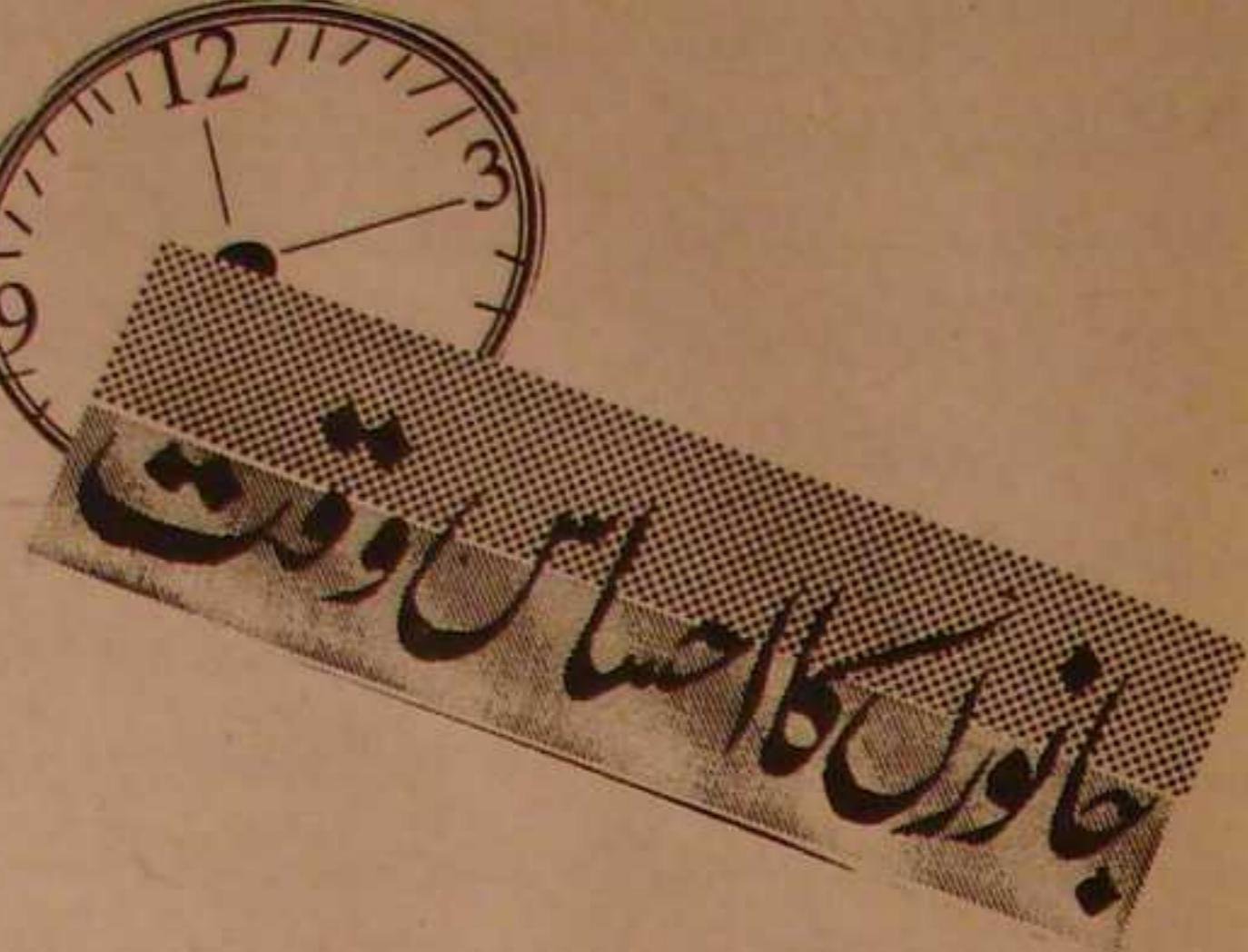
اسی دوران عیسائیوں کے بے پناہ مظالم

غافل نہیں ہوتا اور وقت اپنا کام کرنا رہتا
ہے ہمارے عاس پر اس کا کنٹول ہے اسکی
اشوری قوت کو ذرا سی مشق کے بعد اپنا
تابع بھی بنایا جا سکتا ہے لیکن اگر آپ یہ
ارادہ کر لیں کہ غلام وقت خود بیدار ہو جائیں
تو آپ کا آنکھوں اس وقت کھل جائیں۔
انسان کی اس عجیب حس کو ازمانے کے
لئے ایک مرتبہ دو آدمیوں پر تجربہ کیا گیا۔ ان
دونوں کو الگ الگ دوسارے اندھرے پر ورن
کروں یعنی بند کر دیا گیا پہلے سے انتظام
کرو یا چاہتا کہ دونوں آدمیوں کو ان کروں
میں وقت گزارنے کا ذرا بھی اندازہ نہ ہو
ہیلے آدمی کو ۶۶ گھنٹے اور دوسرے کو
۶۶ گھنٹے گزرنے کے بعد کرے سے نکالا
گیا اور جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ کروں
میں کتنی دیر تک رہے ہی تو ان دونوں کا
جواب علی الترتیب ۳۴ اور ۲۶ منٹ
کے فرقے سے درست پایا گیا۔

اپنے اب ذرا جانوروں کی دنیا میں
پلیں اور دیکھیں کہ ازان کی طرح کیا وہ بھی
وقت کا صحیح اندازہ لگانے کی حس
رکھتے ہیں؟ سرود یعنی تھامس نے ۱۹۳۲ میں
ایک مضمون لکھا تھا جس میں انہوں نے بکریوں
کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا کہ
ان کے رکان کے قریب ہی ایک باڑہ تھا
جس میں بچا سا ٹھوک بکریاں بند کی جاتی
تھیں۔ دو پھر کو ایک مقررہ وقت پر گدڑیا

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ لا کا کسی پر اسرا حس
کا مالک ہے جو اسے دن رات کے جو بیس
گھنٹوں کے ہر ہنرے سے آگاہ رکھتی ہے
یہ گئے تھے۔ وہاں انہوں نے جو عجائبات
دیکھے ان میں ایک چھوٹا سا جشی اڑکا بھی تھا
کہنے کی کوشش کی کہ اسے وقت کا اتنا
صحیح اندازہ کیسے ہو جاتا ہے، تو وہ ہنس کر
مرٹر موئیر نے مجھے اس لڑکے سے یہ سعدہ مل
ٹھانیت ہو کر زندگی کا سفر پہل ہو گیا۔
اس ہاتھ کا مسی یاد ہے، گرم پیشانی پر آنے
بوسریا ہے۔ اب ایک خلا ہے جو پر نہیں
ہوتا۔ ایک یاد ہے جو جو نہیں ہوتی۔ ایک رینڈہ
خوبصورت مجھے خود معلوم نہیں۔

مرٹر موئیر نے مجھے اس لڑکے کی ایک بڑت بیکری
ملائیت کا ذکر کرنا یا کہ اگر جو اس لڑکے
کھڑی کبھی نہیں دیکھی اور نہ اس کے پاس وقت
بازہ آپ نے خود کیے ہوں گے کیونکہ اس قسم
معلوم کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہی موجود تھا
کے افراد ہر جگہ آسافے مل جلتے ہیں جو
مکر وہ کام مقررہ وقت پر سرانجام دیتا اور
کھڑی نہ ہونے کے باوجود وقت کا صحیح
وقت پر آتا اور کبھی ایک آدھہ نہ کافری ہی
نہ پڑتا۔ ایک اور دلچسپ بات یہ تھی کہ جب
جب بند پوری کو چکنے کے بعد صحیح ایک فاس
اس سلسلہ میں سے نمایاں شال وہ ہے
تو وہ فوراً وقت بتا دیتا اور یہ جواب متر
موئیر کی کھڑی کے مطابق بالکل درست تھا
یہ ہمارے لاشور کا کوشش ہے جو کبھی



بچانے کے لیے آگ میں راکھ ہوئے کی
صدیاں گزر چکی ہیں لیکن آج بھی تاریخ کے
صفحات اس کی بے مثال جھریات اور
قابل فخردار کے ذکرے گلکا ہے ہیں۔

بیعت خوبصورت کے حصرتے

اندازے چھپڑی چھوڑتے کہ بہتے ہستے پیٹ
میں بل پڑ جاتے پرانے سنے میں چھوڑتے
ہیں برابر کے شریک تھے بچے بڑے شوق
سے پوچھتے۔ انکل پھر کیا ہوا تھا؟ اس ہنسنی
کھلی چھلی میں مجھے حسوس ہوا کہ انی کا مسکرا تا
ہوا جہہ وہیں پیارے سک رہا ہے جیسے انھیں
ٹھانیت ہو کر زندگی کا سفر پہل ہو گیا۔
اس ہاتھ کا مسی یاد ہے، گرم پیشانی پر آنے
بوسریا ہے۔ اب ایک خلا ہے جو پر نہیں
ہوتا۔ ایک یاد ہے جو جو نہیں ہوتی۔ ایک رینڈہ
خوبصورت مجھے خود معلوم نہیں۔

آئینے نے یہ حکم سن کر سکاتے ہوئے
کہا۔ میں آپ کا شکر ہے اور اکوئی ہوں؟

غناطہ کے ایک بارونی چوک میں شہزادی
کو زنجروں میں جڑ کر ایک ستون سے
باندھ دیا گیا اور اس کے ارد گرد لکڑیاں اکھا
کر کے ان پر تیل چھڑک کر آگ لگادی گئی
آگ لگانے سے پہلے شہزادی سے کوئی
وصیت کرنے کے لیے کہا گیا۔ اس وقت
ہزاروں مرد اور عورتیں الاؤ کے گرد تماشہ
دیکھنے کے لیے کھڑی تھیں۔ شہزادی نے
ان کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز سے
کہا: جناب مجھے خود معلوم نہیں۔

مرٹر موئیر نے تو یہ تجربہ افریقہ میں کیا
تمحاکیں ستدن دیں اسی اس قسم کے تجربے
کھڑی کبھی نہیں دیکھی اور نہ اس کے پاس وقت
بازہ آپ نے خود کیے ہوں گے کیونکہ اس قسم
معلوم کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہی موجود تھا
مکر وہ کام مقررہ وقت پر سرانجام دیتا اور
ہو وقت اس کے آنے کا ہوتا ہمیشہ اسی
صحیح اندازہ حیرت انگریز طور پر کہ لئے رہیں۔

جس دن بیغام سپ پر خریداری نمبر کے
ساتھ مکلن نام دیتے ضرور تھیں، خریداری
نمبر ہر پتک سلپ پر کھاہتا ہے اگر اپ
جیڈ خریداریں تو اس کی صراحت ضرور
کوئی اس سے دھرمی کارروائی میں آسانی
اد جلدی ہوتی ہے۔ — میمن

اہل کے فضل و کرم سے میں نے ہی سراجِ حرام
زیادہ درست کے آیا ہوں کہ اب میں
میسے تربیت آجائیں۔

یہ جواب سن کر گورنر غناطہ کے تن بدن
میں آگ لگ گئی اس نے حکم دیا۔ یعقوب
کی کھال پھنس دی جائے اور آئینہ کو زندہ
جلادیا جائے؟

آئینے نے یہ حکم سن کر سکاتے ہوئے
کہا۔ میں آپ کا شکر ہے اور اکوئی ہوں؟

غناطہ کے ایک بارونی چوک میں شہزادی
کو زنجروں میں جڑ کر ایک ستون سے
باندھ دیا گیا اور اس کے ارد گرد لکڑیاں اکھا
کر کے ان پر تیل چھڑک کر آگ لگادی گئی

آگ لگانے سے پہلے شہزادی سے کوئی
وصیت کرنے کے لیے کہا گیا۔ اس وقت
ہزاروں مرد اور عورتیں الاؤ کے گرد تماشہ
ہو کر طلاق تھرے پہلے پہلے ہپانیہ کی صدر
بعور کرنے کے لیے تیزی سے روانہ ہو گئے۔
ابھی وہ سرحد سے چند میل دور تھے کہ ہپانیہ

ذوق کے ایک گشتی دستے ان کو گرفتار
کوئی دفعوں کو غناطہ لے جایا گیا۔ اس وقت

تک گورنر کے مکل اور آئینے کے فرار ہرنے
کی اطلاع تھام گورنر کوں کوں چکی تھی۔ شہزادی
آئینے اور یعقوب کو گورنر غناطہ کے دربار
میں پہنچ کیا گیا۔

گورنر نے شہزادی کے انتہائی غصناں ک
لیجھ میں پوچھا، کیا تم ہی وہ لڑکی ہو جس نے
گورنر کا کوئی قتل کیا ہے؟ آئینہ کو
چاٹ لیا۔ شہزادی آئینہ کو اپنی عزت

تو اس نے گھری دیکھ کر بتایا کہ پورے
ان بکریوں کے لیے گھاس اور پتے لے کر
بادہ بجھے ہیں۔
آتا چند دن بعد سر دلیم تھامس نے عروس کیا
کہ بکریوں کو کھانے کے وقت کا پورا پورا
اندازہ ہوا جاتا ہے جو گھری کی سویاں
بادہ بجھ کر دس منٹ بجا تین سب کی سب
بکریاں اپنی جگہ سے اٹھ کر گھری ہو جاتیں
اور امام طے کے دروازے کی جانب مخ
پھر لئیں لگدے کہ دریا و قتے چند
تحلیکی اس سوتا کہ گھری ہو جاتی ہی
منٹ پہلے اجاتا ہے اسے کارڈ اسے چند
بکری پہنچا رہتیں یعنی وقت ہو جنے پر
ان کی بے منی کی انتہاء رہتی۔

ڈاکٹر پاس چند بختر تھے جن کی مدد سے
میں اپنے بھتیوں میں ہل چلایا کرتا تھا۔ ان
دنوں میسر پاس گھری نہ تھی بخودوں کے
آدم کرنے اور خوار کھانے کا واقعہ نہ رہا
بادہ بجھے میرا ایک دوسرے سوتے کو کوئی
اسپتال میں داخل کیا۔ ہر اتوار کو اسی
چانس کے لیے نکل کی خاص مقداری جاتی
تھی ایک اتوار کا ذکر ہے کہ میں ان کے لیے
نکلے جانا بھول گیا اس وقت کا یوں کہا
اس کے پاس گھری تھی۔ ابھی ہم باہیں کو
دو دھونے بارا بارا تھا ان کا معمول تھا کہ دو دھو
میں کے بعد یہ اپنے بڑے میں خود بخود
وابس چلا جاتی تھیں لیکن اس روز میسری
میسر کی انتہاء دیا جب دو دھونے کے بعد
وقت کی انتہاء دیا جب دو دھونے کے بعد

برکا کا کر قی ایں اور یہ بلایا کہ جگہ کھل جاتی رائیک بنتے
ہر پنجے اڑا اور اس کی آنکھ کھل جاتی رائیک بنتے
بمحی یعنی کے بعد ہر چانور وقت اور دن کا
اندازہ کر لیتا ہے شمال کے طور پر یہ سکے
لگگرگ گارڈن میں جمع ہوتے والی چڑیوں
کو بیٹھے۔
دوسری جگہ غظیم سے قبل کا واقعہ کہ ایک
بُوڑھا شخص روزانہ پہنچے اس باغ
تین آستانے پر چڑیوں کو اندازہ کلاؤ احتراستہ رفتہ
باغ کی تمام چڑیوں کو پتے جل لیا کہ ایک غامی
شخص ایک خامی وقت میں ان کے لیے
بیٹھنے کا سامان نہیا کرتا ہے اس سب
کی بُوڑیاں پہنچے دس بجے سے پہلے
دہانیج ہو کر اس کا انتشار کرنے لگتیں اور اس
بمحی نہ ہوتا کہ اس شخص کے آنے کے بعد
دہنڑیاں دہانیج ہوئی ہوں رہے زیادہ
عجیب بات یہ ہے کہ گریوں میں جبکہ وہ شخص
پہنچے دس بجے کی بجائے پہنچے تو بھی آنے
لگاتا ہے بھی ہر چڑیاں وقت کی پاندرے میں
اندازہ اپنے گرد پیش اور موقع عمل سے کرتے
ہو جاتا ہے اور پھر وہ صبح تھیک آنونچ کر دس
نٹ پر ناشہ کرنے کے وقت کی پاندرے
ہیں دہانیاں انسانوں کی حرکات کا بھی گھبرا
شادہ کرتے ہیں جو کے تریب وہ رہتے
ہیں وہ اس تدریجی سخن ہے کہ میں اکثر اوقات
اپنی گھری اس کی نقل و حکمت دیکھ کر درست
کرتی ہوں۔
میسر ایک وقت ناشہ کرتا ہے اور کس
وقت کام پر دو ام ہوتا ہے اور کب واپس آتا
ہے چونکہ یہ ہاتھی چانوروں کے روزمرہ خاہ
میں آتی ہیں اس لیے انھیں اچھی طرح علم ہو جاتا
ہے کہ یہ کام وقت کی کسی ترتیب سے
۲۲ نٹ پہنچنے آتی کے کرے کے دروازے

سرنجام پاتے ہیں وقت کی ایسی ترتیب کو
بمحی یعنی کے بعد ہر چانور وقت اور دن کا
اندازہ کر لیتا ہے شمال کے طور پر یہ سکے
لگگرگ گارڈن میں جمع ہوتے والی چڑیوں
کو بیٹھے۔
دوسری جگہ غظیم سے قبل کا واقعہ کہ ایک
بُوڑھا شخص روزانہ پہنچے اس باغ
تین آستانے پر چڑیوں کو اندازہ کلاؤ احتراستہ رفتہ
باغ کی تمام چڑیوں کو پتے جل لیا کہ ایک غامی
شخص ایک خامی وقت میں ان کے لیے
بیٹھنے کا سامان نہیا کرتا ہے اس سب
کی بُوڑیاں پہنچے دس بجے سے پہلے
کب کوڑیاں فارغ ہو کر گھر آ کر تھا دروازے
کاچ سے فارغ ہو کر گھر آ کر تھا دروازے
یا پچ بجے کھا کر باہر سکل جاتی ہے اور رات کے
میں باکر بیٹھ جاتی اور بازار کی جانب نکلیں
جمادیتہ اکثر اس سوتا کہ ب�ن کا ماک رات
گئے واپس آتا میکن ب�ن دہانی سے نہ ہتی۔
چانوروں کی نقل و حکمت اور ان کی نفیتی
کیفیت کے شاہدے و مطابع کے بعد حقیقت
طفت چل دیتی ہے اور آدمی رات کے
بعد اپس آق ہے جب نرسوں کا گانا نغمہ
اندازہ اپنے گرد پیش اور موقع عمل سے کرتے
ہو جاتا ہے اور پھر وہ صبح تھیک آنونچ کر دس
نٹ پر ناشہ کرنے کے وقت کی پاندرے
ہیں وہ اس تدریجی سخن ہے کہ میں اکثر اوقات
اپنی گھری اس کی نقل و حکمت دیکھ کر درست
کرتی ہوں۔

آسٹریلیا کی ان پنچاڑیوں کے بائے میں
جیسی خلائق توکس کہا جاتا ہے بعض دلچسپ
معلومات حاصل ہوئی ہیں گریوں کے موسم

سی: کیا کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان

میں دفن کیا جاسکتا ہے؟

ج: نہیں! غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان

میں دفن کرنا جائز نہیں ہے

س: ایک شخص کہتا ہے کہ ایک مسلمان

کیونٹ بھا جو سکتا ہے؟

ج: اسلام اور میتوں زم اگ الگ نظام ہیں

اسلام ایک مکمل نظام چاہے اس کو

مکمل طریق پہنچنے والا مسلمان ہوتا ہے

اسی لئے کوئی مسلمان کیونٹ نہیں

ہو سکتا ہے اور نہ کوئی کیونٹ مسلمان

رہ سکتا ہے۔

س: اگر کسی مشترک مال میں دو یا دو سے زیادہ

آدمی شریک ہوں اور ان سب کا مال

ملائک فنصاب کو پہنچ رہا ہو تو اس پر

سال گز رجاء کے توز کوہ واجب ہو گی

یا نہیں؟

ج: اگر کسی مال میں دو یا دو سے زائد آدمی

شریک ہوں تو ان میں سے کہاں پر توز کوہ

اس رفت تک داجب نہیں ہو گی جب

تک کر ان میں سے ہر ایک کا حصہ قدر

نصاب نہ ہو اور اس پر سال گز رجاء کے

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ
أَنْتَ عَلَىٰ مُدْرِكٍ لَا يُمْرِكُ
أَنْتَ عَلَىٰ مُعْلِمٍ لَا يُعْلِمُ
أَنْتَ عَلَىٰ مُحْكَمٍ لَا يُحْكَمُ

مارچ ۱۹۹۶ء

سوال جواب

فہرست فوکا

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

کہہ سکتے ہیں؟

ج: نہیں! بلکہ اس کے جواب میں السلام

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس پر جو ہے۔

ہوئی نماز کا اعادہ یہ چہ تھا یوں کہ اگر

تپول کرے کہنا چاہئے۔

بال کے برابر ہی صورت وضو کرتے وقت

دوست ہوئی تھی یا نہیں؟

ج: دریافت کردہ صورت میں امام کا قول

درست ہے، فی الواقع نماز درست نہیں

علی من احتدہ رسلamt اس